طلسم سپیرا اور
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK
SCANE BY
MUHAMMAD ARSHAD

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

شرطوم سپیرا اور مہا ناگ

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت: ۷/۵۰ روپے

ترتیب و پیشکش
محمد ارشد
پاکستان ورچوئل لائبریری

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول ———
ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۳۳ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے ساتھیو!

عنبر ناگ ماریا تاریخ میں پیچھے کی طرف برابر بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

کیپٹن اور ناگ بن حرّ کی حویلی میں عجیب حالات میں پھنس جاتے ہیں۔ دنیا کے سانپ اب ناگ کا حکم نہیں مانتے، کیوں کہ شیش ناگ نے انہیں منع کر دیا ہے۔ کیپٹن اپنی یادداشت کھو گئی ہے اور وہ ناگ کو بالکل نہیں پہچانتی۔ ناگ کو ایک مٹیالا سانپ بتاتا ہے کہ اگر اس علاقے کا کالا ناگ کیٹی کو چالیس دن تک آ کر ڈسے تو اس کی یادداشت واپس آ سکتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ کوئی سانپ ناگ کا حکم نہیں مانتا۔ ادھر ماریا سنسنی خیز حالات میں سے گذرتے ہوئے ایک ایسے زخمی اُلّو کی شکل اختیار کر لیتی ہے جس کے سینے میں خنجر کھُبا ہوا ہے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ یہ آپ کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ معلوم ہوتا جائے گا۔

تمہارا انکل
اے حمید

"راہِ چمن"
۴۵۴-ایف، سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- کیٹی کی یادداشت کھو گئی
- لوہے کی آنکھ
- شرطوم ہیرا اور مہاناگ
- ماریا اور مُردہ اُلو
- اُلو کی شکل والی جل پری
- یونان کا پُراسرار جادوگر

کیٹی کی یادداشت کھو گئی

ناگ نے کہا:

"میرا نام شرطوم ہے۔ میں تمہارے مالک بن حُر سے ملنا چاہتا ہوں۔"

بوڑھے یہودی ملازم نے ایک بار پھر ناگ کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پوچھا کہ وہ کس لیے اس کے مالک سے ملنا چاہتا ہے اور اس کو کام کیا ہے؟

ناگ نے کہا: "یہ میں تمہارے مالک بن حُر کو ہی بتاؤں گا۔"

بوڑھے ملازم نے اپنی ڈاڑھی میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا:

"میرا مالک اس وقت حویلی میں نہیں ہے۔ تمہیں شام تک انتظار کرنا ہو گا۔"

یہ کہہ کر بوڑھے نے دروازہ بند کر دیا۔ ناگ چبوترے کی سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گیا۔ اس نے حویلی کی دیوار کے ساتھ ساتھ چل کر اس کا جائزہ لیا۔ یہ ایک کافی بڑی حویلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی جس کی دیوار مضبوط اور اونچی تھی۔ چوبارے کی کھڑکیاں بند تھیں اور ان پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ ناگ کا خیال تھا کہ شاید اسے کیٹی کہیں نظر آ جائے مگر ایسا نہ ہوا۔ ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ وہ کسی جانور کا روپ بدل کر حویلی کے اندر جا کر کیٹی کو تلاش کرے۔ یہ خیال اسے پسند آیا اور وہ ایک درخت کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تسلی کرنا چاہتا تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ اس نے گہرا سانس بھر کر باہر کو چھوڑا اور وہ ایک خوب صورت سفید چڑیا بن کر اڑا اور اڈاری مار کر حویلی کے اندر پہنچ گیا۔

حویلی پرانے زمانے کے یہودی امیروں کی طرح تھی۔ صحن میں فوارہ لگا تھا جس میں سے چاندی ایسا سفید پانی اوپر کو پھوار بناتا ہوا نکل رہا تھا۔ ایک طرف سیڑھیاں تھیں جو اوپر دوسری منزل کی طرف جاتی تھیں۔ دوسری طرف اصطبل تھا جہاں گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ دو غلام گھوڑوں کو چارہ دے رہا تھا۔ ایک غلام حویلی کے بند دروازے کی اندر کی طرف کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ فوارے کے حوض کے قریب زیتون کا درخت اُگا ہوا تھا۔ ناگ اس درخت کی شاخ پر جا کر بیٹھ گیا اور گردن جھکا کر نیچے دیکھنے لگا۔ اس کی نظریں کیٹی کو تلاش کر رہی تھیں۔ ناگ نے دیکھا کہ

چوبارے کی لکڑی کی خوب صورت سیڑھیوں پر سے ایک خوب صورت سیاہ بالوں والی عورت اتر کر صحن میں آئی۔ اس نے شاندار قیمتی ریشمی لباس پہن رکھا تھا اور سر پر گول یہودی عورتوں ایسی ٹوپی تھی جس میں موتی لگے تھے۔ دو کنیزیں اس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھیں۔ انہوں نے دو تھال اٹھا رکھے تھے جن پر کپڑا پڑا تھا۔ یہ بن حر کی بیوی تھی۔ اس نے غلام کو اشارے سے بلایا اور کہا:

"یہ تحفے خانقاہ کے پادریوں کو جا کر دے آؤ۔"

غلام نے سر جھکایا۔ دونوں تھال اپنے سر پر رکھے اور حویلی کا دروازہ کھلوا کر باہر نکل گیا۔ ناگ نے دونوں کنیزوں کو غور سے دیکھا۔ ان میں سے کیٹی کوئی نہیں تھی مگر سیفو کی روح جھوٹ نہیں بول سکتی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ کیٹی اسی حویلی میں کنیز ہے اور یقیناً وہ وہیں ہو گی۔ ناگ زیتون کے درخت پر سے اڑ کر حویلی کی چھت پر چلا گیا۔ یہاں سے اس نے نیچے دوسری منزل کے دالان میں دیکھا۔ کچھ عورتیں یہاں بیٹھی کپڑوں پر موتی ٹانک رہی تھیں۔ ناگ نے ان کے اوپر ایک چکر لگایا۔ عورتیں بڑی خوش ہو کر سفید چڑیا کو تکنے لگیں۔

کیٹی یہاں بھی نہیں تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ چھت پر سے ہوتا ہوا حویلی کے اوپر سے اڑ کر باہر چلا گیا۔ حویلی کے پیچھے ایک ڈھلان تھی جس کے آگے چھوٹا سا درختوں والا باغ تھا۔ ناگ یہاں اتر گیا اور اُس نے ایک بار پھر انسانی شکل اختیار کر لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر سیفو کے کہنے کے مطابق کیٹی بن حرُ کی حویلی میں ہی ہے تو پھر وہ سے کہیں نظر کیوں نہیں آئی۔ جب دھوپ ڈھلنے لگی تو ناگ ایک بار پھر انسانی شکل میں بن حرُ کی حویلی کے دروازے پر آ گیا اور بوڑھے ملازم سے بن حرُ سے ملاقات کے لیے کہا۔ بن حرُ حویلی میں موجود تھا۔ بوڑھا ملازم ناگ کو اس کے پاس لے گیا۔ بن حرُ اونچا لمبا چوڑے شانوں اور نیلی آنکھوں والا ایک خوبصورت یہودی امیر تھا۔ جس کی جوانی ڈھلنا شروع ہو گئی تھی مگر جسم ابھی تک طاقتور اور مضبوط تھا۔ وہ اس وقت اصطبل میں گھوڑوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے ناگ کی طرف پلٹ کر دیکھا اور پوچھا:

"تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟"

ناگ نے کہا: "میرا نام شرطوم ہے۔ میں مصر کے قدیم پیروں کے خاندان سے ہوں اور تمہارے پاس نوکری کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ مصر میں اب میرا کوئی نہیں رہا اور میں نے سنا ہے کہ تم بہت

نیک دل یہودی ہو۔"

بن حر مسکرایا: "شرطوم! تم نے ٹھیک سنا ہے مگر میں نے بھی سنا ہے کہ مصر کے پرانے پیروں پر سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا۔ کیا تم پر بھی زہر کا اثر نہیں ہوتا؟"

ناگ نے کہا: "ہاں بن حرُ! مجھ پر بھی سانپ کے زہر کا اثر نہیں ہوتا تم آزما کر دیکھ سکتے ہو۔"

ناگ اسی طرح بن حرُ پر اپنا اثر ڈال سکتا تھا۔ بن حرُ بولا: "اس کے لیے تمہیں کسی سانپ سے اپنا آپ ڈسوانا ہو گا لیکن اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو اس کی ساری ذمے داری تم پر ہو گی۔ میں تمہیں سانپ ڈسوانے کے لیے نہیں کہوں گا۔"

ناگ نے کہا: "مالک! تم پر کوئی ذمے داری نہیں ہو گی لیکن میں یہ ثابت کرنے کے لیے کہ میرا تعلق خاندانی پیروں سے ہے مہلک سے مہلک سانپ سے ڈسوانے کو تیار ہوں۔"

بن حرُ نے اپنے غلاموں کی طرف دیکھا اور کہا: "اپنی مالکن اور کنیزوں سے کہو کہ چبوترے کی چھت پر آ جائیں۔ انہیں ایک تماشہ دکھائیں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بن حر ناگ کو لے کر دوسری منزل کی چھت پر آ گیا۔ یہاں کرسیاں مونڈھے ڈال دیئے گئے۔ بیچ میں قالین بچھا دیا گیا۔ بن حر کی خوبصورت بیوی، غلام اور حویلی کی ساری کنیزیں وہاں آ کر بیٹھ گئیں۔ ناگ نے ایک ایک کنیز کو دیکھا۔ ان میں کیٹی کوئی نہیں تھی۔ ناگ پریشان سا ہو گیا کہ آخر کیٹی یہاں کیوں نہیں ہے؟

بن حر نے غلام سے کہا:

"سانپ لے آؤ۔"

اس زمانے میں قدیم حویلیوں میں امیر لوگ پٹاریوں میں خطرناک زہر والے سانپ ضرور رکھا کرتے تھے۔ اسے وہ گھر میں برکت کی نشانی سمجھتے تھے۔ غلام سانپ لینے چلا گیا۔

بن حر کی خوبصورت بیوی نے کنیز سے کہا:

"بتولا کہاں ہے۔ اسے بھی لاؤ۔"

ایک کنیز اٹھ کر بتولا کو لانے چلی گئی۔ ناگ نے سوچا کہ شاید بتولا ہی کیٹی ہو گی۔ بن حر اور اس کی بیوی ناگ سے باتیں کرنے لگی۔ وہ بھی ناگ کو یہی کہہ رہی تھی کہ ان کی حویلی کا سانپ بے حد خطرناک اور زہریلا ہے۔

"سرسطوم! اب بھی سوچ سمجھ لو۔ اگر تمہیں سانپ نے ہلاک کر دیا تو ہمارا کوئی قصور نہیں ہو گا۔"

ناگ نے کہا: "مالکن! میں جو کچھ کر رہا ہوں سوچ سمجھ کر کر رہا ہوں۔"

اتنے میں غلام ایک سبز رنگ کی پٹاری لے آیا۔ اس نے بن حر کے حکم سے پٹاری ناگ کے سامنے قالین پر رکھ دی۔ پٹاری کے اندر سانپ نے ناگ دیوتا کی بو سونگھ لی تھی اور اب وہ پٹاری کے اندر زور زور سے چکر لگا رہا تھا۔ ناگ نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا کہ چوبارے کے ایک دروازے میں سے نکل کر کیٹی چھت پر آ رہی تھی۔ اس نے عربی کنیزوں ایسا لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے بھی ناگ کی طرف دیکھا مگر ناگ کو نہ پہچانا اور اپنی مالکن کے قریب جا کر ادب سے کھڑی ہو گئی۔

مالکن نے کہا:

"بتولا! تم کہاں تھیں؟"

کیٹی نے کہا: "مالکن! میں کھجوریں مرتبان میں ڈال رہی تھی۔"

ناگ نے محسوس کیا کہ کیٹی کی آواز بھی ویسی ہی تھی۔ اس کے جسم سے کیٹی کی خوشبو بھی آ رہی تھی۔ مگر اس کی یادداشت غائب تھی اور وہ ناگ کو نہیں پہچان سکتی تھی۔ ناگ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ پٹاری میں جو زہریلا سانپ بند ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ اس کا حکم نہیں مانے گا۔ اور جب وہ اسے کاٹنے کا حکم دے گا تو وہ انکار کر دے گا اور ناگ کو ہرگز نہیں ڈسے گا۔ پھر بھی ناگ ایک بار سانپ کو حکم دے کر آزمانا چاہتا تھا۔

بن حر، اس کی بیوی، اس کی کنیزیں اور دو غلام اور کمبھی (بتولا کنیز کی شکل میں) بڑی دلچسپی سے ناگ کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے لیے وہاں ایک دلچسپ اور خطرناک ڈرامہ ہونے والا تھا۔ ناگ نے سب کے سامنے سانپ کی پٹاری کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کا منہ کھول دیا۔ اندر سے کالا سیاہ سانپ شوں کی پھنکار مار کر باہر نکلا اور اس نے اپنا پھن اٹھا لیا۔ جونہی اپنے سامنے ناگ دیوتا کو دیکھا تو فوراً پھن جھکا دیا اور سانپ کی زبان میں کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کا آنا مبارک ہو۔"

ناگ نے بھی سانپ کی زبان میں اسے کہا:

"سنو بھائی! میں ایک آزمائش میں پڑ گیا ہوں۔ اب میں اس آزمائش سے اسی طرح نکل سکتا ہوں کہ تم مجھے کاٹو تاکہ ان لوگوں کو علم ہو جائے کہ میں ناگ دیوتا ہوں اور مجھ پر سانپ

کے زہر کا اثر نہیں ہوتا۔"

زہریلے سانپ نے بڑے ادب سے جواب دیا:

"عظیم ناگ! میں مجبور ہوں۔ شیش ناگ نے ہمیں حکم دے رکھا ہے کہ ہم آپ کے کسی حکم کی تعمیل نہ کریں۔ اس لیے مجھے معاف کر دیں۔ میں آپ کو نہیں کاٹ سکتا۔"

ناگ سمجھ گیا کہ یہ سانپ اب اس کا حکم نہیں مانے گا اور اس سے بحث فضول ہے۔

ناگ نے کہا: "ٹھیک ہے۔ تو پھر تم میری تعظیم بجا لاؤ۔"

زہریلا سانپ بولا: "وہ میں ضرور بجا لاؤں گا۔ کیوں کہ آپ ناگ دیوتا ہیں۔ آپ کی تعظیم اور ادب ہمارا فرض ہے۔"

اور بن حر اور اس کی بیوی اور کنیزوں نے دیکھا کہ زہریلا سانپ گردن جھکا کر رینگتا ہوا ناگ کے پاؤں کے پاس آیا۔ اس کے پاؤں پر سر رکھا۔ پھر اس کے ارد گرد چکر لگانے لگا۔ ناگ نے سانپ کو ہاتھ میں اٹھا لیا اور بن حر کی طرف دیکھ کر بولا:

"میرے آقا بن حر! آپ نے دیکھ لیا کہ سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجھ سے ڈرتا ہے۔ اس کے اندر اتنی طاقت اور جرأت نہیں ہے کہ مجھے ڈس دے۔"

بن حر اور اس کی بیوی ناگ سے بڑی متاثر ہوئی۔ حُر نے کہا:

"شرطوم! تم واقعی مصر کے قدیم سپیروں کے خاندان سے ہو۔ ہمیں تم ایسے غلام کی ضرورت تھی تاکہ ہماری حویلی میں کبھی کوئی زہریلا سانپ کسی کو نہ کاٹ سکے۔ ہم تمہیں آج سے اپنے پاس ملازم رکھتے ہیں۔"

کیٹی بھی ناگ کو حیرانی سے تک رہی تھی کہ یہ کیسا انسان ہے کہ سانپ اس کے غلام ہیں۔ اسے ایک پل کے لیے بھی خیال نہیں آیا تھا کہ یہ اصل میں ناگ ہے۔ وہ تو خود بھی یہ بھول چکی تھی کہ وہ کیٹی ہے۔ ناگ نے بن حر کا شکریہ ادا کیا اور سانپ سے کہا کہ وہ پٹاری میں واپس چلا جائے۔ سب کی آنکھوں کے سامنے زہریلا سانپ خاموشی سے رینگتا ہوا پٹاری میں چلا گیا۔ ناگ نے اس کا منہ بند کر دیا۔ بن حر کے حکم سے غلام پٹاری اٹھا کر اندر لے گیا۔

ناگ اب بن حر کی حویلی میں غلام بن کر رہنے

لگا۔ اس روز اسے کیٹی سے بات کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ دوسرے روز شام کے وقت ناگ نے دیکھا کہ کیٹی حویلی کے پچھلے باغ میں انگور کی بیل کے نیچے بیٹھی ٹوکری میں پھول رکھ رہی ہے۔ ناگ اس کے قریب آ گیا اور بولا:

"کیٹی!"

کیٹی نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا:

"شرطوم! یہ کیٹی کون ہے؟ میرا نام تو —— بتولا ہے۔"

ناگ نے کہا: "کیٹی ہوش کرو۔ اپنے ذہن پر زور دے کر سوچو تم بتولا نہیں ہو۔ تم کیٹی ہو۔ میری بہن کیٹی۔ تم میں اور عنبر اور ماریا ہزاروں سالوں کے سفر پر ہیں۔ میں ناگ ہوں، ناگ۔"

کیٹی تعجب سے ناگ کا منہ تک رہی تھی۔ جیسے اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ شرطوم اسے کیا کہہ رہا ہے، کہنے لگی:

"یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو شرطوم؟ کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ یہ عنبر ماریا کون ہیں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیمبٹ کس کا نام ہے؟ تم ناگ ہو؟ یہ ناگ کیا چیز ہے۔ تم نے ضرور کہیں سے بھنگ پی لی ہے۔ جب ہی تم بہکی بہکی بے معنی باتیں کر رہے ہو۔ میں بن حر سے بات کرتی ہوں وہ کسی حکیم کو بلا کر تمہارا علاج کرائیں گے۔"

ناگ نے اپنا سر پیٹ لیا۔ کیمبٹ تو واقعی اپنی یادداشت کھو بیٹھی تھی۔ اس پر ناگ کی کسی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔

ناگ نے جلدی سے کہا:

"اُف! میں بھی کتنا پاگل ہوں۔ اصل میں کبھی کبھی مجھ پر دورہ پڑ جاتا ہے۔ تم فکر نہ کرو بتولا۔ اب میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔ بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔"

اور ناگ وہاں سے چلا گیا:

ناگ کو ایک تسلی ضرور تھی کہ کیمبٹ اس کی آنکھوں کے سامنے ہے اور اس کی یادداشت کسی وقت بھی واپس آ سکتی ہے۔ اس نے خود ہی فیصلہ کر لیا کہ وہ اس کی یادداشت واپس لانے کی کوشش کرے گا اور جب

تک اس کی یادداشت واپس نہیں آ جاتی وہیں بن حر کے پاس اس کی حویلی میں رہے گا۔ کیوں کہ کیمبٹ بھی اسی حویلی میں تھی اور سیفو کی روح نے بھی اسے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے عنبر اور ماریا کی ملاقات بھی وہیں ہو جائے۔

○

عنبر تو اپنے ساتھیوں ناگ ماریا اور کیمبٹ کی تلاش میں ملک عراق کی طرف سفر کر رہا تھا اور ماریا پانچ سو برس آگے ایران کے بادشاہ سائرس کے زمانے میں تھی اور آتش کدے میں آگ کی دیوی کے روپ میں بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔ کیوں کہ اس پر کاہن شارکش کے جادو کا اثر تھا۔ جو خود تو مر چکا تھا مگر اسے اپنے طلسم میں جکڑ گیا تھا۔ ناگ اور کیمبٹ کے جانے کے بعد ماریا کی پرستش آگ کی دیوی سمجھ کر ہوتی رہی۔ پجاری اس کے آگے بھجن گاتے، آگ کے الاؤ میں گھی دودھ اور خوشبوئیں ڈالتے اور آگ کی پوجا کرتے بادشاہ خود ماریا کی پوجا کرتا تھا اور اسے آگ کی مقدس دیوی سمجھتا تھا۔ ماریا اسی طرح آلتی پالتی مارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

الاؤ کے آگے استھان پر بیٹھی رہتی۔ اپنی جگہ سے نہ حرکت کرتی اور نہ اٹھتی تھی۔ شارکش کے طلسم نے اس سے بھی اس کی ساری یادداشت چھین لی تھی۔

کرنا خدا کا کیا ہوا کہ شہر فارس کے ساتھ جو دریا بہتا تھا اس میں زبردست سیلاب آگیا۔ پہلے تین روز تک موسلا دھار بارش ہوتی رہی اس کے بعد دریا میں پانی چڑھ آیا اور کناروں سے اچھل کر شہر میں داخل ہو گیا۔ پانی لوگوں کے گھروں شاہی محلات اور آتش کدے (مندر) میں بھی آ گیا۔ پجاریوں نے سیلاب کے پانی کو روکنے کی بہت کوشش کی مگر سیلاب کے پانی کا اس قدر زور تھا کہ وہ ان سے نہ رک سکا اور سیلاب کی لہریں دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر مندر میں گھس آئیں اور مقدس آگ کا جو بہت بڑا الاؤ صدیوں سے جل رہا تھا اس میں گرنے لگیں اور آگ نے بجھنا شروع کر دیا۔ پہلے تو پانی اتنی بڑی آگ میں گر کر بھاپ بن کر اڑتا چلا گیا۔ مگر پیچھے سے سیلاب بڑے زور کا چلا آ رہا تھا۔ پانی دریا بن کر آگ کے الاؤ میں گرنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے آگ بجھ گئی اور آدھا مندر پانی میں ڈوب گیا۔ کئی پجاری ڈوب کر مر گئے۔ مقدس آگ کے بجھتے ہی ماریا کا طلسم بھی ٹوٹ گیا۔ وہ گردن تک سیلاب کے پانی میں ڈوب چکی تھی۔ جونہی طلسم ٹوٹا ماریا ایک دم سے غائب ہو کر اپنی اصلی حالت میں آ گئی۔

اس نے چونک کر اپنے آپ کو دیکھا۔ وہ غائب تھی اور پھر سے ماریا بن چکی تھی۔ سب سے پہلے تو اس نے اپنی اصلی حالت میں واپس آنے پر خداوند کا شکریہ ادا کیا۔ پھر پانی میں سے باہر نکل کر اوپر آگئی اور دیکھا کہ مندر پانی میں ڈوبتا چلا جا رہا ہے۔ وہ پانی کی لہروں کے اوپر سے ہوتی ہوئی مندر کے باہر آ گئی۔ اب اسے یاد آنے لگا کہ ایک کاہن نے اس پر طلسم کر دیا تھا اسے ناگ، عنبر اور کیپٹن کا خیال آیا کہ وہ کہاں ہوں گے۔ مگر پہلے وہ خود یہ پتہ کرنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں ہے کس زمانے میں ہے؟

ماریا تیزی سے مندر میں سے باہر نکل آئی۔

باہر آ کر دیکھتی ہے کہ چاروں طرف سیلاب کے پانی نے تباہی مچا رکھی ہے۔ لوگ جان بچا کر لکڑی کے تختوں سے چمٹے شہر سے باہر کو بہتے جا رہے ہیں۔ ہزاروں لوگ گھروں کو پانی میں ڈوبا ہوا چھوڑ کر شہر کی پہاڑیوں اور شاہی محل کی دیوار پر چڑھ گئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں۔ پانی محل کے بھی اندر چلا گیا ہے۔ ہر طرف ایک شور مچا ہوا تھا۔ بارش اسی طرح موسلا دھار ہو رہی تھی۔ ماریا کے دیکھتے دیکھتے سارا شہر پانی میں ڈوب گیا۔ اب صرف شاہی محل اور پہاڑی ہی باقی رہ گئی تھی۔ لوگ ان دونوں جگہوں پر پناہ لیے ہوئے تھے۔ ماریا ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے یہ دیکھنے کے لیے کہ ان میں کہیں عنبر ناگ کبیٹھ تو کہیں نہیں ہے۔ ان کے اوپر ایک چکر لگایا۔ اسے عنبر ناگ کبیٹھ کہیں دکھائی نہ دیئے۔

وہ پانی سے ایک فٹ بلندی پر ہوا میں آہستہ آہستہ اڑتی ہوئی شہر کی فصیل کے اوپر سے گذر کر شہر کے باہر آ گئی۔ یہاں بھی چاروں طرف جل تھل ـــــ ہو رہا تھا۔ چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔ اور ان میں ڈوبے ہوئے درخت پودوں کی طرح لگ رہے تھے۔ ماریا نے شہر سے نکلنے کے بعد ایک طرف ہوا میں تیرنا شروع کر دیا۔ شام کی تاریکی پھیل گئی۔ طوفانی بارش میں اب بجلی بھی چمکنے لگی۔ بادل بھی گرجنے لگے۔ بجلی چمکتی تو ماریا کو چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ سمندر کے اوپر چل رہی ہے۔

خدا جانے اسی طرح پانی کے اوپر اڑتے اڑتے کتنی رات گذر گئی تھی کہ ایک بار بجلی کی زبردست چمک کے ساتھ اتنی زور کا کڑاکا ہوا کہ ماریا کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ اسے بجلی کی اس چکا چوند میں کچھ فاصلے پر ایک پہاڑی نظر آئی جس کی چوٹی سیلاب کے پانی میں سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ ماریا تیزی سے پہاڑی کی طرف بڑھی۔ اس خیال سے کہ شاید پہاڑی میں کسی جگہ وہ پناہ لے سکے۔

اس پہاڑی کو سیلاب کے پانی نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ ایک جگہ ماریا نے دیکھا کہ پانی نہر کی شکل میں پہاڑی کے غار میں گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ داخل ہو رہا ہے۔ ماریا نے سوچا کہ چلو اس غار کے اندر چل کر رات بسر کرتی ہوں۔ صبح کو بارش تھم گئی اور روشنی ہوئی تو پھر دن کی روشنی میں آگے سفر کروں گی۔ ماریا غار کے اندر داخل ہو گئی۔ وہ آبشار کی طرح گرتے پانی کے اوپر ہی اوپر سے ہوتی ہوئی غار کے اندر آ گئی۔ غار ایک تنگ سرنگ کی طرح تھی اور آگے ہی آگے چلی گئی تھی۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی گئی۔ سیلاب کا پانی اب کم ہونے لگا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے پانی سرنگ کے اندر کی زمین میں جذب ہوتا جا رہا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا اب زمین پر چلنے لگی۔ کیوں کہ پانی کم ہوتے ہوتے بالکل غائب ہو گیا تھا۔ آگے جا کر سرنگ کی زمین بالکل خشک ہو گئی۔ ماریا نے پیچھے گھوم کر دیکھا تو سرنگ میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور پانی کی آواز بالکل نہیں آ رہی تھی۔ ماریا چلتی گئی۔ سرنگ بھی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ حالانکہ جس پہاڑی کے اندر یہ سرنگ تھی وہ زیادہ بڑی پہاڑی نہیں تھی۔ مگر خدا جانے یہ سرنگ شیطان کی آنت کی طرح کیسے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

ماریا کو دور سرنگ میں روشنی دکھائی دی۔ اس نے سمجھا کہ آگے ضرور کسی نے آگ جلا رکھی ہے۔ جب وہ قریب آئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ دن کی روشنی تھی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اتنی جلدی دن کیسے نکل آیا تھا۔ ابھی تو رات پڑی تھی۔ ماریا کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ سرنگ ختم ہو گئی تھی۔ آگے سرنگ کا گول منہ تھا جس میں سے دن کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ ماریا سرنگ سے نکل کر باہر آئی تو دیکھا کہ وہ ایک ہرے بھرے باغ میں کھڑی ہے۔ پیچھے مڑ کر نگاہ ڈالی تو وہاں نہ سرنگ تھی اور نہ کوئی

پہاڑ تھا۔ آسمان پر سورج چمک رہا تھا۔ بادلوں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ رات بھی غائب ہو چکی تھی۔ ماریا کو یقین ہو گیا کہ وقت نے چار پانچ سو سال کی چھلانگ لگا دی ہے اور وہ تاریخ میں پیچھے کی طرف نکل آئی ہے۔ یقیناً وہ شہنشاہ سائرس کے ایران سے نکل کر دوسرے کسی بہت پیچھے کے دور میں چلی گئی ہے۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ تاریخ کے کس دور میں آ گئی تھی۔

باغ خالی پڑا تھا۔ درختوں کے سائے بہت گھنے تھے۔ ایک چھوٹی سی نہر باغ میں بہہ رہی تھی۔ وہ نہر کے ساتھ ساتھ چلتی درختوں کے جھنڈ سے نکل کر کھلی جگہ پر آئی تو سامنے ایک شہر کے مکان دکھائی دیئے جو شہر کی دیوار کے پیچھے سے صاف نظر آ رہے تھے۔ اب اسے کچھ لوگ چلتے پھرتے نظر آئے۔ انہوں نے رومن زمانے کے لوگوں کی طرح کا لباس پہن رکھا تھا۔ اتنے میں کچی سڑک پر سے ایک رتھ گزر گیا۔ اس کے آگے دو گھوڑے جتے ہوئے تھے اور پیتل کے ہلمٹ والا ایک رومن سپاہی اسے چلا رہا تھا۔ ماریا کو یہ سمجھنے میں کوئی دیر نہ لگی کہ وہ رومن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عہد میں آ پہنچی ہے۔

اسے رومن عہد میں پہنچنے پر کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی، کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ یہ اس کا واپسی کا سفر ہے اور اب اسے تاریخ میں پیچھے ہی پیچھے جانا ہے۔ وہ آگے نہیں جا سکے گی، لیکن اس کے دل میں بس ایک ہی خواہش تھی کہ جس طرح سے بھی ہو سکے اس کی عنبر، ناگ، کیٹی سے ملاقات ہو جائے۔ کیوں کہ اسے یقین تھا کہ وہ بھی اب پیچھے کی طرف ہی سفر کر رہے ہوں گے اور اب ان میں سے کوئی بھی آگے کے ماڈرن زمانے کی طرف بالکل نہیں جا سکے گا۔

ماریا چلتے چلتے شہر میں داخل ہو گئی۔ یہ ایک ایسا شہر تھا کہ جو اونچے ٹیلے پر آباد تھا اور وہاں کے لوگوں کے لباس یہودیوں کے تھے مگر جگہ جگہ رومن سپاہی پھر رہے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ یہ یہودی لوگوں کا شہر ہے اور اس پر رومن قوم کا قبضہ ہے۔ ماریا نے یہودیوں کی ایک عبادت گاہ بھی دیکھی۔

اچانک ماریا چونک پڑی۔ ہوا کا ایک جھونکا آیا تو اس کے ساتھ ماریا کو ناگ اور کیٹی دونوں کی خوشبو آئی۔

ماریا بے حد خوش ہوئی۔ اس کا مطلب تھا کہ ناگ اور کیٹی اسی شہر میں موجود تھے۔ جدھر سے خوشبو آ رہی تھی ماریا اس طرف چل پڑی۔ دوستو! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ وہی شہر تھا جس میں ناگ اور کیٹی بن حُر کی حویلی میں رہ رہے تھے۔ کیٹی کی یادداشت گُم ہو چکی تھی اور وہ بن حُر کی بیوی کی کنیز بتولا بن کر زندگی گزار رہی تھی۔

ماریا شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں میں سے گزرتی ہوئی آخر بن حُر کی حویلی کے سامنے آ کر رُک گئی۔ ناگ اور کیٹی کی خوشبو اسی حویلی سے آ رہی تھی۔ ماریا حویلی کے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی ناگ کو بھی ماریا کی خوشبو آنے لگی۔ کیٹی کی چونکہ یادداشت کھو چکی تھی اس لیے وہ ماریا کی خوشبو کو محسوس نہیں کر رہی تھی۔ اتفاق کی بات ہے کہ ماریا جب بن حُر کی حویلی کے صحن میں داخل ہوئی تو اس کی نظر سب سے پہلے کیٹی پر پڑی جو سر پر خشک میووں کا ایک تھال رکھے صحن میں سے گزر کر سیڑھیوں کی طرف جا رہی تھی۔

اب ماریا کو کیا معلوم کہ کیٹی کی یادداشت گم ہو چکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے اور وہ کسی کو بھی نہیں پہچانتی۔ ماریا خوشی خوشی کیٹی کے سامنے آ گئی اور اس کے کاندھے کو ہلا کر بولی:

"کیٹی! کیا حال ہے تمہارا؟"

کیٹی نے جو ایک غیبی عورت کی آواز سُنی تو خوف کے مارے کانپتے ہوئے وہیں رُک گئی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ادھر اُدھر تکنے لگی۔ ماریا حیران ہوئی کہ یہ کیٹی کو کیا ہو گیا ہے۔ اس کی آواز پر اتنا پریشان کیوں ہو گئی ہے۔ اس نے پھر آواز دی:

"کیٹی! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم مجھے نہیں پہچانتی ہو؟ میں ماریا ہوں ماریا۔"

اب تو کیٹی کے پسینے چھوٹ گئے۔ دہشت کے مارے اس نے تھال وہیں پھینکا اور بھوت آ گیا۔ جن آ گیا۔ بچاؤ بچاؤ کا شور مچاتی اوپر کو بھاگی۔ ماریا تو بکی بکی سی ہو کر وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی کہ اس کیٹی کو کیا ہو گیا ہے۔ اتنے میں ناگ بھی ماریا کی بُو لیتا وہاں پہنچ گیا۔ ماریا نے ناگ کو آتے دیکھا تو بھاگ کر اس کے پاس آ گئی۔ ناگ کو ماریا کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ ماریا نے کہا:

"ناگ بھیا!"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"ماریا تم؟ خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئیں۔"

کیٹی کی آواز سن کر وہاں دوسرے نوکر اور کنیزیں آ گئیں۔ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ کا شور مچ گیا۔ کسی نے کہا کہ بتولا کو یہاں جن بھوت نے آواز دی تھی۔ اب تو حویلی میں خوف سا پھیل گیا۔ ہر کوئی اِدھر اُدھر چھپنے لگا۔ بن حُر اپنے کمرے میں دسترخوان پر بیوی کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ کیٹی نے آ کر شور مچا دیا کہ مجھے ایک بھوت نے آواز دی ہے۔

بن حُر ہنس پڑا اور بولا:

"بتولا تمہیں وہم ہو گیا ہے۔ اس حویلی میں کبھی کوئی بھوت نہیں آیا۔"

کیٹی نے کہا: "مالک! میں نے اپنے کانوں سے اس کی آواز سُنی ہے وہ مجھے کیٹی کہہ کر پکار رہا تھا اور اس نے عورتوں کی آواز بنا رکھی تھی!"

بن حُر کی بیوی کہنے لگی:

"بن حُر! ہو سکتا ہے بتولا ٹھیک کہہ رہی ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں اس کی تحقیق کرنی چاہیے۔"
بن حُر نے قہقہہ لگا کر کہا: "تم بھی اس کنیز کے ساتھ پاگل ہو گئی ہو۔"
دوسری طرف ناگ نے ماریا کو آہستہ سے کہا، "میرے ساتھ آؤ۔"
ناگ ماریا کو حویلی کے کونے والے اپنے حجرے میں لے گیا اور وہاں جا کر اسے سارا قصہ بیان کر دیا۔
ماریا کہنے لگی: "یہ تو بہت بُرا ہوا۔ اب کیتھی کی یادداشت کیسے واپس آئے گی۔"
ناگ نے کہا: "یعقو نے کہا تھا کہ صرف ایک صورت میں کیتھی کی یادداشت واپس آ سکتی ہے کہ اس علاقے یروشلم میں ایک مہاناگ رہتا ہے جس کا رنگ نسواری ہے اور جس کی سفید مونچھیں ہیں۔ اگر وہ چالیس دن آ کر کیتھی کے جسم میں ڈس کر تھوڑا تھوڑا زہر داخل کرتا رہے تو اکتالیسویں روز کیتھی کی یادداشت واپس آ جائے گی۔ مگر سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ شیش ناگ کے حکم کی وجہ سے اب کوئی سانپ میرا کہا نہیں مانتا۔ میں مہاناگ کو مجبور نہیں کر

سکتا کہ وہ چالیس دن تک آ کر کیتھی کو ڈسے اور صرف اتنا ڈسے کہ وہ زندہ رہے۔"
ماریا بولی: "یہ تو بہت بڑی بات ہوئی ناگ۔ اب کیا کیا جائے؟ مہا ناگ کو کس طرح مجبور کیا جائے کہ وہ کیتھی کو آ کر ڈسے؟"
ناگ نے کہا: "یہی سوچ سوچ کر میں پریشان ہو رہا ہوں۔ میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے کہ میں مہا ناگ کو اس بات پر راضی کر سکوں کہ وہ چالیس دن آ کر کیتھی کو ڈسے۔"
ماریا نے کہا: "میرا خیال ہے تمہیں اس سلسلے میں یہاں کے کسی سانپ سے مشورہ کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ کوئی طریقہ ہمیں بتائے۔"
ناگ بولا: "لیکن سانپ تو میرا حکم نہیں مانتے۔"
ماریا بولی: "ٹھیک ہے لیکن وہ تمہیں مشورہ تو دے سکتے ہیں۔"
ناگ کہنے لگا: "بہت اچھا۔ میں ابھی یہاں سے باہر چل کر کسی سانپ کو بلاتا ہوں اور اس سے مشورہ کر لیتا ہوں تم میرے ساتھ چلو۔"
ناگ اور ماریا حویلی سے نکلے اور باہر ایک ویران جگہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر آ گئے۔ ناگ نے سانپ کی آواز میں کسی سانپ کو بلایا
ایک مٹیالے رنگ کا سانپ اپنے بل میں سے نکل کر ناگ
کے سامنے آ گیا اور ادب سے سلام کر کے بولا کہ ناگ
دیوتا نے مجھے کس لیے یاد فرمایا ہے؟ ناگ نے اسے ساری
بات بتائی اور پھر کہا کہ بولو تم عظیم ناگ کو کیا مشورہ دیتے
ہو؟ وہ کون سا ایسا طریقہ ہو سکتا ہے کہ میں مہاناگ سے یہ کام
لے سکوں؟

مٹیالے سانپ نے کہا:

"ایک طریقہ ہے:"

○

لوہے کی آنکھ

"وہ کون سا طریقہ ہے جلدی بیان کرو:"

مٹیالے سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! ہمارے علاقے کا مہاناگ سب سانپوں کا سردار ہے۔ اس کی ایک مہا ناگن ہے جو اس کی بیوی ہے۔ چند روز ہوئے اُن کے دو سنپولیے بچے گم ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے مہاناگ اور مہا ناگن بے حد پریشان ہیں۔ انہوں نے سارا علاقہ ڈھونڈ مارا ہے مگر انہیں اپنے بچے کہیں نہیں ملے۔ اگر آپ کسی طرح سے وہ بچے لا کر مہا ناگن کو اس شرط پر دے دیں کہ وہ اپنے خاوند مہا ناگ کو مجبور کرے کہ وہ کیٹی کو چالیس روز تک ڈسے تو ہو سکتا ہے کہ وہ راضی ہو جائے۔ کیوں کہ یہ ان کے بچوں کی زندگی کا سوال ہو گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو مٹیالے سانپ کی یہ سکیم بڑی پسند آئی۔ اس طرح سے وہ مہا ناگ کو حکم دینے سے بھی بچ جائے گا اور مہا ناگ اپنی بیوی مہا ناگن کے کہنے اور اپنے بچوں کی محبت کی وجہ سے گیٹی کو چالیس روز تک ڈسنے پر مجبور ہو جائے گا۔

ناگ نے پوچھا: "اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر مہا ناگ کے سنپولیے بچے ایسی کون سی جگہ پر چھپا دیئے گئے ہیں کہ جہاں مہا ناگ اور مہا ناگن بھی نہیں پہنچ سکے، کیوں کہ انہیں تو دُور سے اپنے سنپولیے بچوں کی خوشبو آ جانی چاہیے۔"

مٹیالے سانپ نے کہا: "عظیم ناگ! آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ ہر علاقے میں ایک مہا ناگ ہوتا ہے اور مہا ناگ کا پکڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن اگر ہوشیاری سے کام لیا جائے تو اس کے بچوں کو پکڑا جا سکتا ہے۔ رومن بادشاہوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر شاہی محل میں مہاناگ یا اس کے سنپولیے بچے موجود ہوں تو وہاں کوئی بیماری نہیں آتی۔ خزانہ بھرا ہوا رہتا ہے اور دشمن حملہ نہیں کرتا۔ اس لیے یروشلم کے رومن

گورنر نے اپنے ایک خاص اور بڑے ہی مکار شاہی سپیرے سے سازش کر کے مہا ناگ کے دو سنپولیے بچوں کو اس وقت پہاڑی غار سے پکڑ لیا جب مہا ناگ اور مہا ناگن سیر کرنے چاندنی رات میں دریا پر گئے ہوئے تھے۔"

ناگ نے پوچھا: "تو کیا مہا ناگ کے دونوں بچے اس وقت یروشلم کے رومن گورنر کے محل میں ہیں؟"

مٹیالے سانپ نے کہا: "ہاں عظیم ناگ! اور انہیں مکار شاہی سپیرے کی ہدایت کے مطابق شیشے کی ایک ڈبی میں بند کر کے شاہی محل کے ایک تہہ خانے میں رکھ دیا گیا ہے۔ شیشے کی ڈبی میں بند ہونے کی وجہ سے سنپولیے بچوں کے جسم کی خوشبو باہر نہیں نکل سکتی۔ ہر دو دن کے بعد ڈبی کھول کر سانپ بچوں کو دودھ پلا دیا جاتا ہے۔ اگر آپ وہ بچے کسی طریقے سے حاصل کر لیں اور مہا ناگن سے اپنی شرط منوا کر اسے واپس کر دیں تو آپ کا کام ہو سکتا ہے۔"

ماریا نے کہا: "ناگ بھیا! یہ ہو سکتا ہے۔"

ناگ بولا: "تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

مٹیالا سانپ آداب بجا لا کر چلا گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے ماریا سے کہا:
"ماریا! عیناے سانپ نے بڑی اچھی ترکیب بتائی ہے۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ کسی طریقے سے شاہی محل میں جا کر تہ خانے کا پتہ چلاؤ اور وہاں سے تھاناگ کے بچوں کی شیشے کی ڈبی اٹھا کر لے آؤ۔ اس کے بعد میں تھا ناگن کو بلا کر اس سے سودا کرنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بچوں کی خاطر میری شرط مان جائے گی!"

ماریا کہنے لگی: "ضرور مان جائے گی۔ میں شاہی محل میں جا کر تھا ناگ کے بچوں کا سراغ لگاتی ہوں۔"

ناگ بولا: "تم اگر اپنی مہم میں کامیاب ہو جاؤ تو سیدھی اسی حویلی میں میری کوٹھڑی میں آ جانا۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں گا۔"

ماریا نے کہا: "تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا بن حر کی حویلی سے نکل کر رومن کے شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئی جو شہر کے عین بیچ میں ایک اونچے ٹیلے پر تھا اور جس کے ارد گرد اونچی دیوار بنی ہوئی تھی۔

بن حُر کی حویلی میں ہر کوئی بھوت کی وجہ سے ڈرا ہوا تھا۔ کیٹی جو کہ بتولا کنیز کے روپ میں تھی بہت سہمی ہوئی تھی کیوں کہ اس نے باقاعدہ ایک غیبی عورت کی آواز سنی تھی اور اس نے بھی ناگ کی طرح اسے کیٹی ہی کے نام سے پکارا تھا۔ بتولا ناگ کے پاس آئی اور اس سے کہا:

"بن حلوم! تم نے سنا کہ مجھے یہاں ایک بھوت نے عورت کی آواز میں پکارا تھا اور مجھے کیٹی کہہ کر بلایا تھا۔ تم نے بھی ایک بار مجھے کیٹی کہہ کر آواز دی تھی۔ یہ کیا بات ہے؟ کیٹی کون ہے؟ یہ کیا آواز ہے؟"

ناگ نے سوچا کہ اچھا موقع ہے، ہو سکتا ہے کہ کیٹی کی یادداشت واپس آ جائے۔

اس نے کیٹی سے کہا: "بتولا! میری بات غور سے سنو۔ اصل بات یہ ہے کہ تم بتولا کنیز نہیں ہو بلکہ کیٹی ہو۔ تمہارا نام کیٹی ہے اور تم ایک خلائی لڑکی ہو جو ہمارے ساتھ پانچ ہزار سال کے تاریخی سفر پر واپسی کا سفر طے کر رہی ہو۔ ہمارے ساتھ عنبر اور ماریا بھی ہے۔ میرا نام ناگ ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس نے تجھے آواز دی تھی۔ وہ کوئی بھوت نہیں
تھا بلکہ ماریا تھی۔ تمہاری ساتھی اور سہیلی ماریا۔ جو
کسی کو نظر نہیں آتی۔"

ناگ کی یہ باتیں سن کر بتولا کنیز (یعنی کیٹی) اور زیادہ
گھبرا گئی۔ کہنے لگی:

"شرطوم! تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ لگتا ہے تم پر
بھی بھوت پریت کا اثر ہو گیا ہے۔ میں کسی عنبر
ناگ ماریا کو نہیں جانتی۔ میں خلائی عورت نہیں
ہوں۔ خلائی عورت کیا ہوتی ہے؟ میں بتولا کنیز ہوں
اور میرے مالک نے مجھے بابل کے شہر میں ایک
سو اشرفیوں میں خریدا تھا۔"

ناگ نے سر پکڑ لیا۔ اسے سیفو کی بات یاد آ گئی کہ
جب تک مہاناگ کیٹی کو چالیس دن تک نہیں ڈس لے
گا اس کی یادداشت کبھی واپس نہیں آئے گی۔ اس نے مسکراتے
ہوئے کہا:

"کیٹی — میرا مطلب بتولا! تم ٹھیک کہتی ہو۔ اصل
میں میرا دماغ خراب ہو گیا تھا جو تم سے ایسی باتیں
کرنے لگا۔ تم سچ مچ بتولا کنیز ہو۔ کیٹی نہیں ہو۔"

کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا: "اب تم عقل کی باتیں

کرنے لگے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ غیبی آواز مجھے
کہاں سے آئی تھی؟ کیا اس حویلی میں چڑیل یا
بھوت آ گیا ہے؟"

ناگ نے کہا: "مجھے بھی ایسا لگتا ہے۔ مگر تم فکر نہ
کرو۔ وہ بھوت تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟" کیٹی نے پوچھا

ناگ بولا: "اس لیے کہ وہ بھوت میرا دوست
ہے اور اس نے مجھے کہہ دیا ہے کہ میں بتولا
کو کچھ نہیں کہوں گا۔"

کیٹی خوش ہو گئی اور ناگ کا ہاتھ پکڑ کر بولی:

"شرطوم بھائی! تمہارا خدا بھلا کرے۔ تم سچ کہتے ہو
ناں؟ مجھے بھوت کچھ نہیں کہے گا نا؟"

"کچھ نہیں کہے گا بتولا۔ تم بے فکر ہو کر چلو پھرو۔
مگر کسی سے یہ بات نہ کرنا کہ بھوت میرا دوست ہے۔"

کیٹی نے آہستہ سے کہا: "میں پاگل ہوں کیا جو
کسی سے ایسی بات کروں گی بھلا۔"

اور وہ مسکراتی چلی گئی۔

دوسری طرف ماریا شاہی محل کے ٹیلے پر پہنچ گئی تھی۔
وہ محل کی موٹی دیواروں سے گزر کر دوسری طرف آ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رومن گورنر کا شاہی محل بہت عظیم الشان تھا۔ اونچے اونچے سنگِ مرمر کے ستون اور کمرے بنے ہوئے تھے۔ دربان نیزے لیے جگہ جگہ پہرے دے رہے تھے۔ مگر ماریا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس لیے وہ آزادی سے شاہی محل میں چل پھر رہی تھی۔ اسے شاہی محل کے اس تہہ خانے کی تلاش تھی جہاں مہاناگ کے سنپولیے بچے شیشے کی ڈبی میں بند کر کے رکھے ہوئے تھے۔ ماریا نے سارے محل میں گھوم پھر کر دیکھ لیا۔ اسے تہہ خانے کا راستہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ماریا نے سینکڑوں تہہ خانے دیکھے تھے جو بادشاہوں کے محلوں میں خفیہ طور پر بنے ہوئے تھے مگر اس رومن گورنر کے شاہی محل میں اسے خفیہ تہہ خانے کا راستہ کہیں نہیں مل رہا تھا۔

وہ سوچنے لگی کہ یہ کیسا بادشاہ یا گورنر ہے کہ اس کے اپنے محل کے نیچے کوئی تہہ خانہ ہی نہیں بنوایا۔ اس کی نظر ایک سپاہی پر پڑی جس نے زرہ بکتر پہنا ہوا تھا۔ وہ سارے کا سارا لوہے کے زرہ بکتر میں چھپا ہوا تھا اور محل کے ایک کونے میں دیوار کے ساتھ کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ اس کا تلوار والا ہاتھ اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ ماریا نے کبھی کسی سپاہی کو اس طرح تلوار اٹھا کر پہرہ

دیتے بھی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کے قریب گئی تو اسے معلوم ہوا کہ یہ سپاہی زندہ انسان نہیں ہے بلکہ ایک لوہے کا بت بنا کر وہاں کھڑا کیا ہوا ہے۔ وہ اسے غور سے دیکھنے لگی۔ اس سپاہی کے بت میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ بس ایک بت تھا جس کو زرہ بکتر پہنا دیا گیا تھا۔

جس جگہ یہ بت کھڑا تھا وہاں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ ماریا واپس مڑنے ہی والی تھی کہ اچانک اس کی نظر محل کے گورنر پر پڑی جو ایک لمبے بالوں اور سرخ آنکھوں والے سیاہ فام آدمی کے ساتھ آتا دکھائی دیا۔ اس سیاہ فام آدمی نے بھی نیلے اور سرخ رنگ کا رومن شاہی لباس پہن رکھا تھا اور بادشاہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ وہ دونوں اندھیرے کونے میں کھڑے سپاہی کے بت کی طرف آ رہے تھے۔ ماریا سوچنے لگی کہ یہ ادھر کونے میں کیا کرنے آ رہے ہیں۔ وہ وہیں رک گئی۔

رومن بادشاہ (گورنر) اور وہ سیاہ فام آدمی باتیں کر رہے تھے۔ بادشاہ کہہ رہا تھا:

"اب یہ تمہاری ذمے داری ہے کہ جس سانپ کے یہ بچے ہیں وہ اپنے بچوں کی بو لیتا ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی محل میں داخل نہ ہو۔ کیوں کہ تم شاہی سپیرے ہو۔ اگر وہ سانپ جس کو تم مہاناگ کہتے ہو شاہی محل میں آ گیا تو وہ اپنے بچوں کو چھڑانے کے لیے ہم سب کو ڈس کر ہلاک کر ڈالے گا۔"

ماریا چونک پڑی۔ تو یہ ہے وہ شاہی سپیرا جس نے مہاناگ کے سنپولیے بچوں کو پکڑا تھا۔

شاہی سپیرے نے کہا:

"بادشاہ سلامت! آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں نے اسی لیے سانپ کے بچوں کو شیشے کے بکس میں بند رکھا ہے۔ اس بند بکس میں سے ان کی بو باہر نکل ہی نہیں سکتی۔ آپ خود چل کر دیکھ سکتے ہیں۔"

بادشاہ سپاہی کے بت کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے بت کے چہرے پر گرا ہوا لوہے کا نقاب اوپر اٹھایا اور بت کی ایک آنکھ کے اندر انگلی ڈال کر کسی بٹن کو دبایا۔ سپاہی کے بت میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس نے اپنی تلوار والا ہاتھ زور سے دیوار پر مارا۔ دیوار ایک جگہ سے شق ہو گئی اور وہاں سیڑھیاں نمودار ہو گئیں جو نیچے

جاتی تھیں۔

بادشاہ اور شاہی سپیرا سیڑھیاں اترنے لگے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ نیچے ایک چھوٹا سا چوکور کمرہ تھا جہاں ایک چوکی پر شیشے کا ایک بکس پڑا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ اس بکس میں دو نسواری رنگ کے چھوٹے چھوٹے سانپ رینگ رہے تھے۔ ان کے منہ پر چھوٹی چھوٹی سفید مونچھیں تھیں۔ یہ مہاناگ سانپ کے بچے تھے جن کو یروشلم کے اس گورنر یا بادشاہ نے اپنے خزانے میں برکت اور شاہی خاندان کی سلامتی کی خاطر قید کر رکھا تھا۔ شیشے کا بکس بھی چھوٹا تھا۔

شاہی سپیرے نے جیب سے ایک پوٹلی نکال کر کھول اور اس کے اندر سے کسی جڑی بوٹی کی ننھی سی شاخ نکال کر بولا:

"اے بادشاہ! اس ناگ پھنی بوٹی کی یہ خاصیت ہے کہ جب اسے سانپ کی بو محسوس ہوتی ہے تو اس کے پتے ـــــ مرجھا جاتے ہیں اور ٹہنی ہلنے لگتی ہے۔ مگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ نہ تو اس کے پتے مرجھائے ہیں اور نہ یہ ٹہنی ذرا سی ہل رہی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ سانپوں کی بُو اپنے شیشے کے بکس کے اندر سے باہر نہیں نکل رہی ہے۔"

رومن بادشاہ نے کہا: "میں دیکھ رہا ہوں کہ جیسا تم کہتے ہو ویسے ہی ہو رہا ہے۔ لیکن اگر کبھی محل میں مہاناگ نے آ کر تباہی مچا دی تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اور بادشاہ واپس مڑا۔ شاہی سپیرا بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ وہ کہنے لگا:

"بادشاہ سلامت! ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"

ماریا وہیں ٹھہر گئی۔ جب وہ دونوں تہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر باہر نکل گئے اور تہ خانے کا دروازہ پھر سے بند ہو گیا تو ماریا نے جھک کر شیشے کے بکس کو غور سے دیکھا۔ دونوں نسواری سانپ بالشت بالشت بھر کے تھے اور حیرانی کی بات یہ تھی کہ ان کی ننھی ننھی سفید مونچھیں تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ دونوں مہاناگ کے بچے تھے جن کی جدائی میں مہاناگ اور اس کی مہاناگن غصے میں بھری ہوئی تھی۔

ماریا کی بُو بھی سپولیوں تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ ورنہ ماریا کے جسم سے بھی عنبر اور کیوڑے کی طرح سے ناگ کی

ہلکی ہلکی بُو آ جایا کرتی تھی۔ ماریا نے شیشے کے چھوٹے سے بکس کو اٹھا لیا۔ بکس اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔

ماریا اسے لے کر سیڑھیاں چڑھ کر تہ خانے کی بند دیوار میں سے گذر کر باہر آ گئی۔ لوہے کا بُت اسی طرح کھڑا تھا۔ اسے خبر ہی نہ ہوئی تھی کہ جس قیمتی شے کی وہ حفاظت کرنے کے لیے وہاں کھڑا کیا گیا ہے وہ ماریا اٹھا لائی تھی۔

ماریا شیشے کے بکس کو لے کر محل کے برآمدوں، راہ داریوں اور بارہ دریوں میں سے گذرتی پائیں باغ میں آ گئی اور پھر شاہی محل کی بڑی دیوار میں سے نکل کر باہر شہر کی سڑک پر سے گذرنے لگی۔ وہ سیدھی بن خُر کی حویلی میں ناگ کے پاس آ گئی۔ ناگ اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے ماریا کی تیز خوشبو آئی۔ اُس نے کہا:

"ماریا؟"

ماریا بولی: "ہاں ناگ! میں آ گئی ہوں اور یہ دیکھو"

اس کے ساتھ ہی ماریا نے شیشے کا بکس ناگ کے آگے رکھ دیا۔ جونہی ماریا نے شیشے کے بکس پر سے ہاتھ ہٹایا، بکس ظاہر ہو گیا۔ ناگ نے دیکھا کہ شیشے کا ایک چوکور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈبہ ہے جس کے اندر بالشت بھر کے دو سنپولیے بڑے لگا رہے ہیں اور باہر نکلنے کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔ وہ ان سانپ کے بچوں کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ مہاناگ کے بچے ہیں۔

"ماریا! تم نے کمال کر دیا۔ اب ہم مہاناگن سے سودا کر سکتے ہیں۔ تم اس کمرے میں ٹھہرو اور ان سانپ کے بچوں کی نگرانی کرو۔ میں جنگل میں جا کر مہاناگن سے ملاقات کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

ماریا کو حویلی میں چھوڑ کر ناگ سیدھا شہر سے باہر نکل کر جنگل میں آ گیا۔ اس نے سانپوں کی بُو لینی شروع کر دی۔ اسے ایک ویران اندھے کنوئیں کے اندر سے سانپ کی بہت تیز بُو آتی محسوس ہوئی۔ یہ مہاناگن کی تیز بُو ہی ہو سکتی تھی۔ ناگ نے کنوئیں میں جھک کر دیکھا۔ کنواں ویران اور سوکھا ہوا تھا اور اندر اینٹ پتھر اور ریت پڑی تھی۔

ناگ نے آنکھیں بند کر کے سانپ کی آواز میں کہا:
"کیا تم مہاناگن ہو؟"

اندر سے آواز آئی: "عظیم ناگ کا آنا مبارک ہو۔

مگر میرا دل اپنے بچوں کی جدائی میں پاش پاش ہو رہا ہے۔"

ناگ نے کہا: "میں تمہیں تمہارے بچوں کی خوشخبری سنانے آیا ہوں۔"

مہاناگن فوراً کنوئیں سے باہر آ گئی۔ اس سانپ کا رنگ بھی سنواری تھا مگر اس کے چہرے پر سفید مونچھیں نہیں تھیں۔ اس نے آتے ہی ناگ کو سلام کیا اور ادب سے سر جھکا دیا اور پھر بے تابی سے پوچھا:

"عظیم ناگ دیوتا! میرے بچے کہاں ہیں؟ ہم تو ان کی تلاش میں کئی روز سے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ان کی تو ہمیں ذرا سی بُو تک کہیں سے نہیں آتی۔"

ناگ نے کہا: "انہیں شیشے کے بکس میں بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے تمہیں ان کی بُو محسوس نہیں ہو رہی۔ وہ زندہ سلامت ہیں اور ایک ایسی جگہ قید ہیں جس کا مجھے علم ہے۔ مگر میں ایک شرط پر یہ بچے تمہارے حوالے کر سکتا ہوں۔"

"وہ کون سی شرط ہے عظیم ناگ دیوتا؟" مہاناگ کی بیوی نے پوچھا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا "جیسا کہ تم جانتی ہو گی کہ شیش ناگ نے سانپوں کو میرا حکم ماننے سے منع کر رکھا ہے اور مجھے اس وقت تمہارے مہاناگ سے ایک بہت ضروری کام لینا ہے۔ اگر تم کسی طرح سے اپنے مہاناگ سے میرا وہ کام کرا دو تو میں تمہارے بچے دونوں ننھے سانپ تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

مہاناگ کی بیوی بولی: "عظیم ناگ! مجھے وہ کام بتائیں کہ میرے مہاناگ کو کیا کرنا ہو گا؟"

ناگ نے کہا: "میں اس شہر کی ایک حویلی میں رہتا ہوں۔ اس حویلی میں ایک کنیز بھی رہتی ہے۔ مہاناگ کو یہ کام کرنا ہو گا کہ وہ چالیس دن تک ہر رات آ کر اسے ڈسے گا۔ مگر اس کے جسم میں صرف اتنا زہر ہی داخل کرے گا کہ وہ صبح تک بے ہوش رہے اور اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ چالیس دن گذر جانے کے بعد میں تمہارے دونوں سانپ بچے تمہارے حوالے کر دوں گا اور تم خوب جانتی ہو کہ ناگ دیوتا کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتا۔"

مہاناگ کی بیوی نے کہا: "عظیم ناگ! میں اپنے مہاناگ کو اس کام پر راضی کر لوں گی اور تمہیں حکم نہیں دینا پڑے گا۔ مہاناگ اپنے بچوں کے لیے یہ کام ضرور کرے گا۔ یہ کوئی مشکل کام بھی نہیں ہے۔"

ناگ نے کہا: "بس! اب ایسا کرنا کہ مہاناگ کو آدھی رات کے وقت میری حویلی میں بھیج دینا۔ میری خوشبو اسے حویلی میں میرے پاس پہنچا دے گی۔"

یہ کہہ کر ناگ واپس آ گیا۔

حویلی میں آ کر اس نے ماریا کو ساری بات بتائی۔ اب دونوں آدھی رات کا انتظار کرنے لگے۔ رات ٹھیک آدھی گذری تو ناگ نے مہاناگ کی خاص تیز بو محسوس کی۔ اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! مہاناگ آ رہا ہے۔"

کوٹھڑی میں ایک موم بتی جل رہی تھی۔ اور اس کا دروازہ ناگ نے کھلا رکھا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ حویلی کی درختوں والی دیوار کی جانب سے نسواری رنگ کا ایک سانپ رینگتا ہوا آیا اور کوٹھڑی میں داخل ہو کر ناگ کے آگے ادب سے سر جھکا کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس کے منہ پر سفید مونچھیں تھیں۔ یہ مہاناگ تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے مہاناگ سے کہا:
"مہاناگ! تمہاری بیوی نے تمہیں وہ شرط بتا دی ہو گی کہ جس کو پورا کرنے کے بعد تمہیں تمہارے بچے مل سکیں گے۔"
مہاناگ نے کہا: "مجھے سب کچھ بتا دیا گیا ہے۔ کاش آپ مجھے حکم کر سکتے۔"
ناگ بولا: "چونکہ تم میرا حکم نہیں مان سکتے اسی لیے میں نے یہ بات تمہاری بیوی کی طرف سے تمہیں کہلوائی ہے۔ لیکن یقین کرو کہ تمہارے بچے ہمارے پاس موجود ہیں۔ مگر وہ تمہیں وقت تک نہیں مل سکتے جب تک کہ تم کنیز بتولا کو چالیس راتوں تک ڈس نہیں لیتے۔"
مہاناگ بولا: "عظیم ناگ! مجھے اس کنیز کے پاس لے چلو یا مجھے اس کا کوئی پہنا ہوا کپڑا سنگھا دو۔ میں اسے خود تلاش کر لوں گا۔"
ناگ نے سرہانے کے نیچے سے ایک دوپٹہ نکال کر مہاناگ کی طرف پھینکا اور کہا:
"یہ اس کنیز کا دوپٹہ ہے۔ اس کو تم سونگھ سکتے ہو۔"
مہاناگ نے اپنا سر دوپٹے کے اوپر رکھ دیا اور زور

زور سے سانس لے کر اس کی بو سونگھنے لگا۔ پھر بولا:
"عظیم ناگ آپ فکر نہ کریں جس عورت کا یہ دوپٹہ ہے اور جس عورت کی بو اس دوپٹے میں بچی ہوئی ہے میں اس کے پاس پہنچ جاؤں گا۔"
ناگ نے کہا: "لیکن خبردار اس کے جسم میں زیادہ زہر داخل نہ کرنا!"
مہاناگ بولا: "عظیم ناگ! جیسا آپ نے کہا ہے اسی طرح ہو گا!"
اور مہاناگ کوٹھڑی میں سے نکل گیا۔
ماریا اور ناگ نے شیشے کا بکس جس میں مہاناگ کے بچے بند تھے پلنگ کے پیچھے چھپا کر اس کے اوپر کپڑا ڈال رکھا تھا۔
ماریا نے کہا: "ناگ بھیا! کہیں یہ کسی دوسری عورت کو نہ کاٹ کھائے۔"
ناگ ہنسنے لگا: "ماریا! یہ تم کہہ رہی ہو؟ کیا تم ابھی تک نہیں جان سکیں کہ ہم سانپ بو کے معاملے میں کبھی دھوکہ نہیں کھاتے۔"
ماریا بولی: "ویسے ہی میرے دل میں ایک خیال سا پیدا ہوا تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا، "تم جا کر خود پتہ کر سکتی ہو۔ کیوں کہ تم تو کسی کو دکھائی ہی نہیں دو گی اور تم کیٹی کے کمرے سے بھی واقف ہو۔"

"اچھا۔ میں جاتی ہوں اور جا کر خود دیکھتی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا، ناگ کی کوٹھڑی سے نکل کر کیٹی کے کمرے میں آ گئی۔ کیٹی یعنی وہاں کی کنیز بتولا اپنے پلنگ پر گہری نیند سو رہی تھی۔ چادر اس کے جسم سے کھسک کر نیچے گر پڑی تھی۔ اس کے سرہانے ایک تپائی پر زیتون کے تیل کا چراغ جل رہا تھا جس کی روشنی ہلکی تھی۔

ماریا نے نسواری رنگ کے سفید مونچھوں والے مہاناگ کو دیکھا کہ دروازے کے ایک سوراخ میں سے کیٹی کی کوٹھڑی میں داخل ہو گیا ہے اور اس کی بو پاتا اس کے پلنگ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اسے وہ عورت پلنگ پر لیٹی نظر آ گئی تھی جس کی بو اس نے دوپٹے میں سونگھی تھی اور اب سارے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی، لیکن اس بو میں کسی عورت کے جسم کی ہلکی ہلکی بو بھی تھی۔ یہ کس کی بو تھی؟ مہاناگ نے سوچا اور گردن اٹھا کر کمرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ مگر اسے وہاں کوئی دوسری عورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ پھر یہ دوسری بو کہاں سے آ رہی ہے؟ مہاناگ نے اس پر

زیادہ غور نہ کیا اور وہ پلنگ پر آ گیا۔ پلنگ پر کیٹی گہری نیند سو رہی تھی اور اس کی شلوار ایک ٹانگ پر ٹخنے سے اوپر تک اٹھی ہوئی تھی۔

مہاناگ نے قریب آ کر بڑے آرام سے اپنا منہ کیٹی کی ٹانگ پر ٹخنے سے ذرا اوپر رکھا اور ذرا سے دانت چھو کر ہلکا سا زہر کیٹی کے جسم میں داخل کر کے جلدی سے منہ پیچھے ہٹا لیا۔ کیٹی کو سوتے سوتے ایسے لگا جیسے کسی نے اس کی ٹانگ میں معمولی سی سوئی چبھوئی ہو۔ اس نے نیند میں ہی اپنا ہاتھ پنڈلی پر ذرا سا پھیرا اور پھر گہری نیند سو گئی۔

ماریا بڑی خوش ہوئی۔ اگر یہ سانپ اسی طرح چالیس دن تک کیٹی کو ڈستا رہا تو کیٹی کی یادداشت واپس آ جائیگی

مہاناگ تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔ وہ سیدھا ناگ کی کوٹھڑی میں پہنچا اور اسے بتایا کہ اس نے کنیز کو ڈس دیا ہے۔ اتنے میں ماریا بھی آ گئی۔ اس نے بھی ناگ کو ایسی آواز میں جس کو صرف ناگ ہی سن سکتا تھا بتایا کہ مہاناگ نے اپنا کام پوری دیانت داری سے پورا کر دیا ہے۔

ناگ نے مہاناگ سے کہا:

"اب تم جا سکتے ہو۔ مہاناگ! کل اسی وقت آ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم اس کنیز کو ایک بار پھر ڈسو گے۔"

"بہت بہتر عظیم ناگ! میں جا رہا ہوں۔ کل آؤنگا۔"

اور مہاناگ سلام کر کے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ماریا نے کہا:

"اب ہمیں اس مہاناگ کی سخت حفاظت کرنی ہو گی ناگ بھیّا! اگر کسی نے اسے حویلی میں داخل ہوتے دیکھ کر تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا تو کیٹی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گی۔"

ناگ نے کہا: "میں اس کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کرنا چاہتا ہوں اور اسی لیے تم سے درخواست کروں گا کہ تم مہاناگ کی حفاظت کی ذمے داری اپنے سر لے لو۔ کیونکہ تم سے بہتر حفاظت اور کوئی نہیں کر سکتا۔"

ماریا بولی: "میں یہ ذمے داری قبول کرتی ہوں۔ لیکن کیا مجھے حویلی کے باہر بھی مہاناگ کا خیال رکھنا ہو گا؟"

ناگ نے کہا: "کیوں نہیں؟ اگر مہاناگ کو کسی نے حویلی سے باہر جنگل میں ہی مار ڈالا تو ہم

کیٹی سے محروم ہو جائیں گے۔ اسے کم از کم چالیس روز تک ہر حالت میں زندہ رکھنا ہے۔ تم میرا مطلب سمجھ گئی ہو نا؟"

"بالکل سمجھ گئی ہوں ناگ بھیّا! میں ابھی جاتی ہوں اس مہاناگ کے پیچھے کہ کہیں راستے میں اس پر کوئی شہر کا چوکیدار حملہ نہ کر دے۔"

ناگ نے کہا: "اتنا بھی احمق نہیں ہے مہاناگ! وہ اپنی حفاظت کرنا خوب جانتا ہے۔ آخر وہ مہاناگ ہے۔ کوئی معمولی سانپ نہیں ہے ماریا لیکن پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ جب وہ آدم ذات کو یہاں آئے اور یہاں سے واپس جائے تو تم اس کی حفاظت کرو اور اسے اپنی حفاظت میں اس کے جنگل والے ویران کنوئیں میں پہنچا کر آؤ۔ مگر اسے ذرا سی بھی خبر نہیں ہونی چاہیے۔"

ماریا بولی: "اسے کوئی خبر نہیں ہو گی ناگ! تم بے فکر رہو۔ میں جا رہی ہوں اس کے پیچھے۔"

ماریا مہاناگ کے پیچھے پیچھے چلی۔ مہاناگ اس وقت بن حُر کی حویلی سے کافی دُور جا چکا تھا اور شہر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چوک میں سے گذر رہا تھا۔ رات کے وقت چوک سنسان تھا۔ صرف ایک چوکیدار چل پھر رہا تھا۔ مگر اس کی نظر مہاناگ پر نہ پڑی۔ کیوں کہ مہاناگ سڑک کے کنارے رینگتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی اور اس کی حفاظت کر رہی تھی۔

شرطوم سپیرا اور مہاناگ

سانپ کے بچے گم ہوئے تو شاہی محل میں شور مچ گیا۔ یروشلم کا گورنر غصے میں پاگل ہو رہا تھا کہ بند تہہ خانے میں کس کو جرأت ہوئی کہ سانپوں کا قیمتی بکس چرا کر لے جائے۔ سارے محل کی تلاشی لی گئی۔ مگر سانپ کہیں نہ ملے۔ شاہی سپیرے کو معلوم تھا کہ اس کی جان کی خیر نہیں ہے اور موت کا فرشتہ اس کے سر پر پہنچ گیا ہے چنانچہ اس نے بڑی عقل مندی سے کام لیا۔ اور راتوں رات شاہی محل کی دیوار رستے سے پھاند کر فرار ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ جہنم میں جائیں مہاناگ کے سانپ کے بچے، میں اپنی جان کیوں گنواؤں۔ وہ شاہی محل سے فرار ہو کر رات کے اندھیرے میں ہی دریا پار کر کے ایسا بھاگا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔

بادشاہ کو کبھی پتہ ہی نہیں لگ سکتا تھا کہ سانپ کے بچے بن حر کی حویلی میں ناگ کی کوٹھڑی میں ہیں۔ ماریا ان کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی پوری پوری حفاظت کر رہی تھی۔ جماناگ ہر روز آدمی رات کو اپنے وقت پر آتا اور سوئی ہوئی کیٹی کی پنڈلی پر ہلکے سے ڈس کر واپس چلا جاتا۔ کیٹی کو معلوم ہی نہیں ہوتا تھا۔ بن حرُ کی حویلی میں جہاں اس کا سونے کا کمرہ تھا اس کے اندر دیوار پر ایک تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ ایک نیلے گنبد کی تصویر تھی جس میں ایک چھوٹا سا دروازہ بنا ہوا تھا۔ ایک روز بن حرُ سے ناگ نے پوچھا:

"آقا! یہ گنبد کی تصویر کیا ہے؟"

اس وقت کیٹی بھی کنیز بتولا کے روپ میں وہیں موجود تھی اور بن حرُ کے بستر پر نئی ریشمی چادر بچھا رہی تھی۔ بن حرُ نے ناگ سے کہا کہ یہ اس کے پردادا کے مزار کے گنبد کی تصویر ہے۔ اس گنبد کے اندر اس کے پردادا کا مزار ہے۔

"میرے پردادا کے بارے میں ہمارے خاندان میں مشہور ہے کہ وہ صحرا میں ایک قافلہ لے کر جا رہا تھا کہ بھٹک کر اکیلا کسی طرف نکل گیا اور آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں چلا گیا۔ یہ ہمارے خاندان والوں نے اس کے

مزار کی ایک فرضی تصویر یہاں حویلی میں بنا دی تا کہ ہمیں تسلی رہے کہ ہمارا پردادا اس گنبد میں دفن ہے۔"

کیٹی نے سنا تو اسے یہ عجیب سی بات لگی۔ اس نے کہا:

"مگر آقا! آپ کا پردادا اس گنبد میں تو دفن نہیں ہے۔"

بن حر نے کہا: "تم ٹھیک کہتی ہو مگر ہمارے خاندان والوں کو یہ تصویر دیکھ کر تسلی ہو جاتی ہے کہ ان کے پردادا کی لاش گنبد میں آرام کر رہی ہے۔"

ناگ مسکرایا۔ کیٹی اس گنبد والی تصویر کو غور سے دیکھتی رہی۔ بن حرُ نے کہا:

"لیکن اس گنبد کے بارے میں ایک عجیب بات ہمارے خاندان میں مشہور ہے کہ جب کبھی اس شہر کے آسمان پر بجلی چمکتی ہے تو اس تصویر کے گنبد کا رنگ بدل جاتا ہے۔"

ناگ نے پوچھا: "آقا کیا آپ نے کبھی ایسا ہوتا دیکھا ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بن حرُ کہنے لگا: "یروشلم کے آسمان پر بادل بہت کم آتے ہیں۔ اور بجلی بھی سال دو سال میں کبھی کبھی ہی چمکتی ہے۔ میں نے کبھی اس طرف دھیان نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے خاندان والوں نے یہ ایک افسانوی کہانی مشہور کر رکھی ہے۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔"

کیٹی نے کہا: "آہا! اب کبھی بجلی چمکی تو میں اس گنبد کے پاس آ کر اس کا رنگ بدلتے دیکھوں گی۔"

بن حرُ بولا: "بھولا بجلی کبھی چمکی تو تم بے شک یہاں آ جانا مگر ہمارے ملک میں بارشیں نہ ہونے کے برابر ہوتی رہیں۔"

کیٹی مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔ ناگ بھی اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ ماریا کہیں باہر گئی ہوئی تھی۔ مہاناگ ہر رات کو آ کر کیٹی کو ڈس رہا تھا۔ بیس دن گذر گئے تھے۔ کمال کی بات یہ تھی کہ مہاناگ کے کاٹنے کا ابھی تک کیٹی کو پتہ نہیں چل سکا تھا۔ ماریا اور ناگ کیٹی کی باقاعدہ نگرانی کر رہے تھے۔ سانپ کے بچے بھی ان کے پاس تھے۔ آخر وہ چالیسویں رات آ گئی جو کیٹی کو ڈنے

کی آخری رات تھی۔ اس رات اتفاق ایسا ہوا کہ یروشلم کے آسمان پر بادل چھا گئے اور ہلکی ہلکی بارش بھی ہونے لگی۔ مگر بجلی نہیں چمک رہی تھی۔ کیٹی اپنی کوٹھڑی میں بستر پر بیٹھی تھی اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ آج بجلی چمکنے پر بن حر کے کمرے میں جا کر گنبد کا رنگ بدلتے ضرور دیکھے گی۔ مگر دن بھر کی تھکی ہوئی تھی، اسے نیند آ گئی۔

ٹھیک آدھی رات کو مہاناگ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ مہاناگ جانتا تھا کہ آج اس کا آخری دن ہے اور کل اس کو اس کے بچے واپس مل جائیں گے۔ کیٹی اپنے بستر پر سو رہی تھی۔ مہاناگ اس کے پلنگ کی پائنتی کی طرف آ گیا۔ اسے ڈسا اور واپس چلا گیا۔

مہاناگ کے جانے کے بعد کیٹی کی آنکھ کھل گئی کیونکہ آسمان پر بجلی چمکنے کے بعد بادل گرجا تھا۔ کیٹی نے کھڑکی کھول کر باہر دیکھا۔ یروشلم کے تاریک بادلوں بھرے آسمان پر بجلی رہ رہ کر چمک رہی تھی۔ کیٹی بڑی خوشی ہوئی۔ اب وہ بن حرُ کے پردادا کے گنبد کی تصویر کو رنگ بدلتے دیکھ سکے گی۔ وہ اپنی کوٹھڑی سے باہر نکلی اور دبے پاؤں گیلری میں چلتی بن حرُ کے کمرے میں آ گئی۔ بن حر گہری نیند

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سو رہا تھا اور ہلکے ہلکے خراٹے لے رہا تھا۔ کمرے میں شمع جل رہی تھی جس کی روشنی دیوار پر بنی ہوئی گنبد کی تصویر پر پڑ رہی تھی۔

کیٹی دیوار کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظریں تصویر پر بنے ہوئے نیلے گنبد پر تھیں۔ کمرے کی کھڑکی میں سے بجلی کے چمکنے کی روشنی آ رہی تھی۔ کیٹی نے دیکھا کہ واقعی نیلے گنبد کا رنگ آہستہ آہستہ بدل رہا تھا۔ پہلے اس کا رنگ نیلا تھا اور اب وہ سفید ہو رہا تھا۔ سفید ہونے کے بعد رنگ سرخ ہونے لگا۔ گنبد کا رنگ گہرا سرخ ہو گیا۔ کیٹی حیرانی اور دلچسپی سے دیوار کے آگے کھڑی اس گنبد کو تک رہی تھی۔ آج آخری بار مہاناگ نے اسے ڈسا تھا اور صبح سورج نکلنے کے بعد اس کی یادداشت کو واپس آ جانا تھا۔ اس وقت آدھی رات گزر چکی تھی اور سارا شہر سو رہا تھا۔

کیٹی نے گنبد کو رنگ بدلتے دیکھ لیا تھا اور وہ واپس جانے ہی لگی تھی کہ اس نے گنبد کی تصویر میں ایک عجیب سی بات دیکھی۔ گنبد کا جو چھوٹا سا دروازہ بنا ہوا تھا اس دروازے کا ایک پٹ اپنے آپ کھل گیا۔ بھلا کبھی تصویر میں ایسا ہوا ہے کہ تصویر میں جو دروازہ بنا ہوا ہو اس کا ایک

پٹ اپنے آپ کھل جائے؟ کیٹی حیرانی سے گنبد کے کھلتے دروازے کو دیکھنے لگی۔ اس کے بعد کیا دیکھتی ہے کہ گنبد کے اندر سے ایک بے حد حسین و جمیل عورت شاہانہ زرق برق لباس پہنے مسکراتی ہوئی باہر نکلی اور تصویر کے فریم کے قریب آ کر رک گئی اور اپنا ہاتھ کیٹی کی طرف بڑھایا۔

کیٹی ایک دم پیچھے ہٹ گئی، کیوں کہ اس عورت کا ہاتھ تصویر کے فریم سے باہر نکل آیا تھا۔ اس حسین عورت نے منہ سے کچھ نہ کہا۔ بس مسکراتی رہی اور سر ہلا کر جیسے کیٹی کو اپنی طرف بلایا اور اپنا ہاتھ پکڑنے کا اشارہ کیا۔ کیٹی پر اس حسین عورت کی آنکھوں نے جادو سا کر دیا۔ وہ اپنی جگہ پر بت بنی کھڑی کی کھڑی رہ گئی اور پھر جب اس حسین پُراسرار عورت نے کیٹی کو اپنا ہاتھ پکڑ لینے کا اشارہ کیا تو کیٹی نے بے اختیار ہو کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

پُراسرار حسین عورت نے کیٹی کا ہاتھ پکڑ کر اسے تصویر کے فریم کے اندر کھینچ لیا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کو لے کر گنبد کے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی گنبد کا دروازہ بند ہو گیا اور وہ پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی اصلی رنگت اختیار کر گیا۔

صبح ہوئی۔ دن نکلا تو حویلی میں کیٹی یعنی بنتولا کہیں نظر نہ آئی۔ اس کی ہر طرف تلاش شروع ہوئی۔ ناگ بھی پریشان تھا۔ ماریا بھی فکر مند تھی کہ کیٹی کہاں غائب ہو گئی۔ آج تو اس کی یادداشت واپس آنے والی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ مہاناگ سے پوچھنا چاہیے، کیوں کہ رات کو اس نے کیٹی کو آخری بار ڈسا تھا۔ ناگ نے ماریا کو ساتھ لیا۔ ماریا نے مہاناگ کے سانپ کے بچوں کا ڈبہ اٹھایا اور وہ جنگل میں اندھے کنویں پر آ گئے۔

ناگ کے بلانے پر مہاناگ اور اس کی بیوی دونوں کنویں سے باہر آ گئے۔ ماریا نے ان کے بچوں والا ڈبہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ شیشے کے ڈبے میں اپنے دونوں بچوں کو دیکھ کر مہاناگ اور اس کی بیوی خوشی سے جھوم اٹھے۔ ناگ نے شیشے کا ڈبہ توڑ ڈالا، سنپولیے آزاد ہو گئے اور اپنے ماں باپ کے ساتھ جا کر لپٹ گئے۔ مہاناگ نے ناگ کا شکریہ ادا کیا،

"عظیم ناگ دیوتا! آپ نے میرے بچے واپس دلا کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔"

ناگ نے کہا: "مہاناگ! یہ بتاؤ کہ جب تم نے

آج آخری رات کیٹی کو ڈسا تو وہ اس وقت کیا کر رہی تھی؟"

مہاناگ نے کہا: "وہ سو رہی تھی۔ گہری نیند سو رہی تھی۔ میں اسے آخری بار کاٹ کر واپس آ گیا تھا۔ کیوں کیا بات ہوئی ہے۔ کیا وہ مر گئی؟"

ناگ بولا: "نہیں۔ مگر وہ حویلی میں کہیں نظر نہیں آ رہی۔ خدا جانے کس طرف نکل گئی ہے۔"

مہاناگ نے کہا: "اگر آپ نے مجھے حکم دیا تو میں شیش ناگ کی ہدایت کے مطابق آپ کے حکم پر عمل نہیں کر سکوں گا اس لیے میں خود ہی آپ کو کیٹی کے بارے میں جو پتہ کر سکتا ہوں ابھی بتاتا ہوں۔"

مہاناگ نے پھن اٹھا کر چاروں طرف کی بُو سونگھی۔ کیٹی کے جسم میں چالیس روز تک اس کا زہر داخل ہوتا رہا تھا اور وہ بڑی آسانی سے اس کی بُو کو محسوس کر سکتا تھا مگر ہوا میں کہیں بھی کیٹی کی بُو نہیں تھی۔ اس نے ناگ سے کہا،

"عظیم ناگ دیوتا! میں حیران ہوں کہ کیٹی اس شہر میں نہیں ہے۔ وہ اس شہر سے غائب ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چکی ہے۔ کیوں کہ فضاؤں میں سینکڑوں میل تک
اس کے جسم کی خوشبو موجود نہیں ہے۔"
ناگ دنگ سا ہو کر رہ گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ کیٹی
راتوں رات یروشلم سے سینکڑوں میل دُور کیسے نکل گئی؟
اس نے تھاناگ سے کیٹی کے بارے میں دو چار سوال
کیے جس کے جواب میں تھاناگ نے بتایا کہ کیٹی کے جسم
میں اس کا زہر اب تک اثر کر چکا ہو گا اور اس کی
یادداشت واپس آ گئی ہو گی۔ مگر وہ اس شہر میں کہیں
نہیں ہے عظیم ناگ دیوتا۔ ناگ اور ماریا واپس حویلی
میں آ گئے۔

ماریا نے کہا: "وہ کہاں جا سکتی ہے ناگ بھائی۔
مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اسے اس کی خلائی مخلوق
جو تھی وہی اٹھا کر لے گئی ہے۔"
ناگ کہنے لگا: "آج تک تو خلائی مخلوق کبھی نہیں
آئی تھی کل رات وہ کہاں سے نکل آئی ہو گی۔"
ماریا بولی: "کیٹی آخر ایک خلائی لڑکی ہے۔ وہ کسی
سیارے سے آئی تھی۔ اس کی مخلوق کے لوگ کسی
وقت بھی اس کے پاس آ سکتے ہیں۔"
ناگ نے کہا: "نہیں ماریا — خلائی مخلوق نے کیٹی
کو اغوا نہیں کیا۔"
"تو پھر اسے زمین کھا گئی کہ دیواروں نے اسے اپنے
اندر نگل لیا؟"
ماریا کے اس سوال پر ناگ چونکا، کہنے لگا:
"مجھے ایک شک ہے۔"
"کیا مجھ پر شک ہے تمہیں؟" ماریا نے پوچھا۔
ناگ نے کہا: "نہیں۔ تم پر شک نہیں ہے۔"
پھر ناگ نے ماریا کو دیوار پر بنی ہوئی گنبد کی تصویر کے
بارے میں بتایا اور کہا:
"کل رات بجلی بھی چمک رہی تھی۔ مجھے یقین
ہے کہ کیٹی آدھی رات کے بعد جب بجلی چمک
رہی تھی۔ وہ تصویر والے گنبد کا رنگ بدلتے دیکھنے
کے لیے دیوار کے پاس گئی ہو گی اور وہیں کوئی
پُراسرار واقعہ ہو گیا ہے جس نے کیٹی کو ہم
سے سینکڑوں کوس بلکہ ہو سکتا ہے ہزاروں کوس
دور کر دیا ہے۔"
ماریا کہنے لگی: "گنبد والی تصویر نے کیٹی کو کھا
لیا ہے کیا؟ ناگ بھیا تم بھی کسی وقت بالکل
بچوں کی طرح باتیں کرنے لگتے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا: "ماریا! میرے ساتھ آؤ۔"

اور وہ ماریا کو بن حر کے کمرے میں دیوار پر بنی ہوئی گنبد کی تصویر کے پاس لے گیا جس کے بارے میں فرضی طور پر مشہور کر رکھا تھا کہ اس کے اندر بن حر کے پردادا کی قبر ہے۔ ماریا نے تصویر کو غور سے دیکھا اور بولی:

"مگر اس تصویر سے ہمیں کیٹی کا کیا سراغ مل سکے گا؟"

ناگ ٹکٹکی باندھے تصویر کو دیکھ رہا تھا۔ ایک دم وہ جھکا اور ماریا سے کہا:

"ماریا! یہ دیکھو۔ کیا تم وہ کچھ دیکھ رہی ہو جو اس تصویر میں میں دیکھ رہا ہوں؟"

ماریا تصویر کو جھک کر دیکھتے ہوئے بولی:

"تم کیا دیکھ رہے ہو؟"

ناگ بولا: "میں تصویر کے فریم کے اندر دو انسانوں کے قدموں کے نشان دیکھ رہا ہوں جو گنبد کے دروازے تک جاتے ہیں۔"

ماریا نے کہا: "تو اس میں حیرانی کی کیا بات ہے؟"

ناگ نے جواب دیا: "حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہ نشان کل تک اس تصویر میں نہیں تھے۔"

ماریا نے حیرانی سے کہا: "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

ناگ بولا: "ٹھیک کہہ رہا ہوں ماریا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کل اس تصویر میں یہ قدموں کے نشان نہیں تھے۔ یہ بالکل تازہ نشان ہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ ۔۔۔؟" ماریا کہتے کہتے رک گئی۔

ناگ بولا: "ہاں میرا مطلب یہی ہے کہ ان قدموں میں سے دو نشان کیٹی کے قدموں کے ہیں اور دوسرے دو پاؤں کے نشان اس پر اسرار انسان کے ہیں جو کیٹی کو اپنے ساتھ اس تصویر کے اندر لے گیا ہے۔"

ماریا خاموش ہو گئی۔ ناگ بھی خاموش تھا۔ دونوں تصویر میں بنے ہوئے قدموں کے تازہ نشان دیکھ رہے تھے۔ ماریا بولی:

"وہ پر اسرار انسان کون ہو سکتا ہے؟"

ناگ نے کہا: "یہ تو اب اسی وقت پتہ چل سکتا ہے۔ جب رات کو ایک بار پھر بادل آئیں۔ بجلی چمکے اور گنبد کا رنگ بدلنا شروع ہو۔"

ماریا نے کہا: "تمہارا مطلب یہ ہے کہ کل رات جب بجلی چمک رہی تھی تو گنبد کا رنگ بدلا۔ کیٹی یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موجود تھی اور تصویر کے گنبد میں سے کوئی پُراسرار
انسان نکلا اور وہ کیٹی کو اپنے ساتھ تصویر کے
اندر لے گیا؟"

"ہاں" ناگ نے جواب دیا" مجھے یقین ہے کہ ایسا
ہی ہوا ہے کیوں کہ بن حرؒ نے جب بتایا تھا کہ
بجلی چمکنے والی رات کو گنبد کا رنگ بدل جاتا
ہے تو کیٹی نے بڑے شوق کا اظہار کیا تھا۔
وہ ضرور کل رات یہاں پر موجود ہو گی اور اس
کے ساتھ یہ پُراسرار حادثہ ہو گیا ہے۔ اب ہمیں
بھی بجلی چمکنے والی رات کا انتظار کرنا ہو گا۔ ہو
سکتا ہے اس وقت بھی وہ پُراسرار انسان گنبد
سے باہر نکلے"

ماریا کہنے لگی" تمہارا خیال ٹھیک لگتا ہے۔ ایسا ہی
ہوا ہو گا۔ اب ہم سوائے اس کے کیا کر سکتے
ہیں کہ بادلوں والی رات کا انتظار کریں"

"بادل ابھی تک آسمان پر چھائے ہوئے ہیں۔ دُعا
کرو کہ آج رات بجلی بھی چمکے"

ماریا اور ناگ واپس اپنی کوٹھڑی میں آ گئے اور کیٹی
کی پُراسرار گمشدگی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ گو آسمان

پر بادل چھائے ہوئے تھے مگر نہ تو بجلی چمک رہی تھی
اور نہ بارش ہو رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا ضرور چل رہی تھی۔
دن گزر گیا۔ شام کا اندھیرا چھا گیا۔ پھر رات کی تاریکی چھا
گئی اور کسی کسی وقت بجلی چمکنے لگی۔ یہ ایک اچھی بات
تھی۔ ماریا نے ناگ سے کہا:

"تمہاری دعا خدا نے قبول کر لی ہے۔ بجلی چمکنے
لگی ہے"

ناگ بولا" آدھی رات کے بعد بھی اگر اسی طرح
بجلی چمکتی رہی تو ہمیں بن حرؒ کے کمرے میں جانا
ہو گا۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ بن حرؒ آج
اس شہر میں نہیں ہے"

آدھی رات ہوئی تو بادلوں میں بجلی اسی طرح چمک
رہی تھی۔ ناگ نے ماریا سے کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ وہ
دونوں بن حرؒ کے کمرے کی طرف آ گئے۔ کمرے کا دروازہ
بند تھا۔ ناگ نے دروازے کو کھول دیا اور وہ دونوں
کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔
ناگ نے موم بتی روشن کر دی اور تصویر کے پاس لے
جا کر تپائی پر رکھ دیا۔ موم بتی کی روشنی میں تصویر بالکل خاموش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ گنبد رنگ نہیں بدل رہا ناگ؟"

"میرا خیال ہے کہ یہ ابھی رنگ بدلے گا۔" ناگ نے کہا

اور ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر تک بجلی بار بار چمکتی رہی اور اس کے ساتھ ہی تصویر کے نیلے گنبد نے رنگ بدلنا شروع کر دیا۔ اس کا رنگ نیلے کی جگہ سرخ ہو گیا اور آہستہ آہستہ ایک بار پھر نیلا ہو گیا۔ ماریا اور ناگ تصویر کے بالکل سامنے کھڑے تھے۔ اچانک گنبد کے دروازے پر وہی پُراسرار حسین عورت زرق برق لباس میں نمودار ہوئی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ ناگ نے کہا:

"ماریا! تم اس حسین عورت کو دیکھ رہی ہو؟"

"ہاں ناگ — یہ — کون ہے؟" ماریا بے اختیار بولی۔

اس بار وہ عورت گنبد کے دروازے میں ہی کھڑی تھی۔ اور اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر تصویر سے باہر نہیں نکالا تھا۔ ناگ تعجب سے اس عورت کو تک رہا تھا۔

اچانک ماریا چلائی: "ناگ! مجھے کوئی طاقت تصویر کی طرف کھینچ رہی ہے۔"

"تم کیا کہہ رہی ہو ماریا؟"

"ہاں ناگ — میں تصویر کی طرف جا رہی ہوں۔ میں رک نہیں سکتی۔ کوئی طلسم مجھے تصویر میں لیے جا

رہا ہے۔"

ماریا کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔ ناگ نے تصویر پر دونوں ہاتھ پھیرے۔

"ماریا۔ ماریا۔ تم کہاں ہو؟"

ماریا کی آواز آئی: "ناگ! میں تصویر کے اندر جا چکی ہوں۔ میں گنبد کی طرف عورت کے قریب پہنچ گئی ہوں۔ وہ مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ مجھے روکو۔ مجھے روکو۔"

ناگ دیوانہ وار تصویر پر ہاتھ مار رہا تھا مگر اس کا ہاتھ پُراسرار حسین عورت کے قریب نہیں جا رہا تھا۔ عورت کے قریب ناگ کے ہاتھ کو ایک جھٹکا سا لگتا تھا۔ ناگ نے ماریا کو آواز دی:

"ماریا۔ ماریا۔ تم کہاں ہو؟"

ماریا کی دور سے آواز آئی:

"ناگ! میں گنبد کے دروازے پر ہوں۔ میری طاقت ختم ہو رہی ہے۔"

اس کے بعد ماریا کی آواز غائب ہو گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ گنبد کے دروازے میں کھڑی حسین عورت بھی دروازے میں سے ہٹ کر گنبد کے اندر چلی گئی اور دروازہ بند ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے ماریا کو بار بار آوازیں دیں۔ اسے پکارا مگر ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ تصویر ایک بار پھر اپنی جگہ پر ساکت ہو چکی تھی اور گنبد کا رنگ پہلے جیسا نیلا ہو گیا تھا۔ ناگ نے پریشان ہو کر تصویر کو موم بتی قریب لا کر کئی بار دیکھا، مگر وہ تو بالکل بے جان تصویر تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ صدیوں سے ایسی ہی بے جان اور ساکت ہے اور اب تصویر کے اندر کیٹی کے اور دوسری حسین پر اسرار عورت کے قدموں کے نشان بھی غائب ہو چکے تھے۔

ناگ ناامید ہو کر تصویر کے سامنے کچھ دیر کھڑا رہا۔ اسے بار بار تکتا اور افسوس کرتا کہ وہ ماریا کو خواہ مخواہ اپنے ساتھ لے آیا۔ پھر اس نے موم بتی بجھا دی اور واپس اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ آسمان پر اب بجلی نہیں چمک رہی تھی۔

دوسرے روز بن حُر واپس شہر میں آ گیا تو ناگ نے اس کے پردادا کی تصویر کے بارے میں اس کو کئی ایک سوال کیے مگر بن حُر نے وہی کچھ بتایا جو وہ پہلے ناگ کو بتا چکا تھا۔ ناگ نے بن حُر سے پوچھا کہ اس کا دادا کس صحرا میں بھٹک کر گم ہوا تھا۔ بن حُر نے کہا:

"ہم نے اپنے بڑے بوڑھوں سے سنا ہے کہ یہ صحرا ملک عراق کے جنوب میں کہیں واقع ہے اور کہتے ہیں کہ وہاں دلدلی میدان بھی ہیں۔"

"صحرا میں دلدل کہاں سے آ گئی؟" ناگ نے سوال کیا۔

بن حُر نے کہا: "تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت نوحؑ کا طوفان آیا تھا تو یہ علاقہ پانی سے بھر گیا تھا۔ پھر جب پانی اترا تو صحرا میں یہاں دلدل بن گئی۔ یہ دلدل ہزاروں سال پرانی ہے۔"

بن حُر نے ناگ سے پوچھا: "مسٹر ٹلوم! تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا: "ویسے ہی پوچھ رہا تھا میرے آقا۔ ویسے ہی۔"

ناگ سے کیٹی اور ماریا دیکھتے دیکھتے بچھڑ گئی تھیں۔ اب بن حُر کی حویلی میں اس کا رہنا بالکل بے کار تھا۔ تصویر نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا تھا کہ کیٹی کو بھی تصویر کے گنبد والی پُراسرار حسین عورت ہی اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ اور اب ماریا کو بھی وہی اغوا کر کے لے گئی ہے۔ یہ تصویر بن حُر کے پردادا کے فرضی مقبرے کی تھی۔ اور ناگ نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس صحرا میں جائے گا جہاں بن حُر کا دادا گم ہو کر مر گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کا کوئی مقبرہ صحرا میں واقع ہو اور وہاں سے ماریا اور کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس صبح ناگ نے بن حُر کی حویلی سے ہمیشہ کے لیے چلے جانے کا فیصلہ کیا تھا اس رات کا ذکر ہے کہ ایک رومن کپتان جو بن حُر کا دشمن تھا اس کو قتل کرنے کے ارادے سے حویلی کی دیوار پھاند کر اندر آ گیا۔ بن حُر کی خوش قسمتی تھی کہ یہ رومن قاتل ناگ کی کوٹھڑی کے آگے سے گذرا تو ناگ جاگ رہا تھا۔ اس نے باہر قدموں کی آواز سُنی تو اُٹھ کر دیکھا۔ اسے ایک رومن کپتان کی وردی میں ایک بھاری بھرکم آدمی ہاتھ میں خنجر لیے بن حر کی خواب گاہ کی سیڑھیاں چڑھتا نظر آیا۔

ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔ یہ آدمی ضرور بن حُر کو ہلاک کرنے جا رہا تھا۔ اس نے سوچا اور گہرا سانس لے کر ایک سیاہ ننھی چڑیا کی شکل بدلی اور پرواز کر کے رومن کپتان کے اوپر آ گیا۔ اتنی دیر میں رومن قاتل بن حُر کے کمرے کو توڑ کر اندر داخل ہو چکا تھا۔ بن حُر بھی جاگ پڑا تھا مگر رومن قاتل نے اسے جاتے ہی پکڑ لیا تھا اور خنجر اس کی گردن پر رکھ دیا تھا۔ بن حُر کے سرہانے کے نیچے خنجر رکھا تھا مگر وہ اسے عین وقت پر نکال نہ سکا تھا۔

اس نے رومن قاتل سے کہا: "سلوکس! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تم بھی بچ کر اس حویلی سے

نہ نکل سکو گے۔"

سلوکس بولا: "مجھے اس کی پروا نہیں ہیں تمہیں قتل کرنے آیا ہوں اور تمہیں ہلاک کرنا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ میں ایک مدت سے اس موقع کی تلاش میں تھا۔"

بن حُر نے کہا: "مجھے قتل کر کے تمہیں کیا مل جائیگا؟"

سلوکس بولا: "میرے انتقام کی آگ ٹھنڈی ہو جائیگی۔"

ناگ سانپ کی شکل میں بن حُر کی خواب میں داخل ہو چکا تھا اور اس نے رومن قاتل کو دیکھ لیا تھا کہ اس نے خنجر بن حُر کی گردن پر رکھا ہوا تھا۔ اور وہ اسے ہلاک کرنے ہی والا تھا۔ ناگ کو دیر نہیں کرنی چاہیے تھی۔ وہ رومن قاتل کو ڈرانا چاہتا تھا تاکہ اس کی توجہ تھوڑی دیر کے لیے ہٹ جائے۔ ناگ نے پھن اٹھا کر زور سے پھنکار ماری۔ پھنکار کی آواز اتنی خوفناک اور زبردست تھی کہ سلوکس نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ مگر خنجر بن حُر کی گردن پر ہی رکھا۔ رومن قاتل کو پیچھے سانپ دکھائی نہ دیا۔

اس عرصے میں ناگ رومن قاتل سلوکس کے پاؤں کے پاس آ چکا تھا۔ اب سلوکس کی نظر سانپ پر پڑی تو اس نے بن حر کو گردن سے پکڑ کر نیچے کھینچ لیا اور اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ کے اوپر گرا دیا کہ اگر وہ خنجر سے نہیں مرتا تو سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہو جائے۔ لیکن ناگ نے بن حر کو کچھ نہ کہا اور اچھل کر رومن قاتل سلوکس کی گردن پر ڈسا اور چھلانگ کر پلنگ کی دوسری طرف ہو گیا۔ ناگ نے —— تیزی سے ڈسا تھا اور اتنا زیادہ زہر رومن قاتل کے جسم میں داخل کیا تھا کہ اس کی ٹانگیں لرزنے لگیں۔ اس کے دونوں ہاتھ کپکپانے لگے۔ اسے پسینہ آ گیا اور سارا جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور وہ دھڑام سے نیچے فرش پر گر پڑا۔

بن حر نے اٹھ کر رومن قاتل کو دیکھا اور پھر سانپ کو تلاش کرنے لگا کہ اسے ہلاک کر دے تاکہ وہ اسے بھی نہ کاٹ لے۔ مگر ناگ وہاں نہیں تھا۔ وہ بن حر کے کمرے سے نکل چکا تھا۔ بن حر نے شور مچا کر سارے نوکروں، غلاموں، کنیزوں اور اپنی بیوی کو بلا لیا۔ رومن قاتل کی لاش فرش پر پڑی تھی۔ بن حر نے بتایا کہ یہ اس کا پرانا دشمن ہے جو اسے قتل کرنے آیا تھا اور ایک سانپ نے اسے ڈس دیا۔ حویلی میں سانپ کو تلاش کیا جانے لگا۔ مگر سانپ تو اب ناگ کی شکل میں بن حر کے پاس کھڑا اسے جان بچ جانے پر مبارک باد دے رہا تھا۔

بن حر نے ناگ سے کہا: "شرطوم! تم ایک تجربہ کار سپیرے ہو۔ کیا تم اس سانپ کو نہیں ڈھونڈ سکتے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حویلی میں کسی اور کو بھی ڈس دے۔"

ناگ نے کہا: "بن حر! اگر اس سانپ نے حویلی کے کسی آدمی کو ڈسنا ہوتا تو تمہارے دشمن کو نہ ڈستا بلکہ تمہیں ڈستا۔ اس لیے اس سانپ کی تلاش چھوڑ دو۔ وہ تمہارا دوست تھا۔ اس حویلی کے سارے لوگوں کا دوست تھا۔"

بن حر کی سمجھ میں یہ بات آ گئی۔ اس نے کہا: "تمہاری بات نے میرے دل پر اثر کیا ہے شرطوم! تم نے ٹھیک کہا۔ مجھے اس سانپ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ وہ میرا دوست تھا۔"

بن حر ناگ کو اپنے کمرے کی گیلری میں لے گیا اور اس سے دیر تک باتیں کرتا رہا۔ ناگ نے اسے یہ بتانے کی ضرورت نہ سمجھی کہ وہ یروشلم سے جا رہا ہے۔ اسی دن دوپہر کے بعد ناگ بن حر کی حویلی سے نکلا اور ایک سرائے میں آ کر پتہ کیا کہ ملک عراق کی طرف قافلہ کب جا رہا ہے۔ یہ قافلہ رات کو روانہ ہونے والا تھا۔ ناگ نے کچھ سونے کی اشرفیاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے کر اپنی کمر کے گرد باندھیں اور قافلے میں شامل ہو کر ملک عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ عنبر بھی عراق ہی کی طرف گیا تھا۔ عنبر ابھی تک اپنے مالک کے ساتھ عراق کی طرف صحرا میں سفر کر رہا تھا اور دوسری طرف ایک الگ شاہراہ کے ذریعے ناگ بھی اپنے قافلے کے ساتھ عراق کی طرف ہی چلا آ رہا تھا۔

○

اب ہم پہلے کیٹی اور پھر ماریا کی طرف آئیں گے۔

سب سے پہلے یہ پتہ کرتے ہیں کہ کیٹی کے ساتھ کیا گزری؟ جب گنبد کی تصویر والی پُراسرار حسین عورت نے تصویر کے فریم سے ہاتھ باہر نکال کر کیٹی کا ہاتھ تھاما اور اسے تصویر کے اندر لے گئی تو کیٹی نے سب سے پہلی یہ تبدیلی محسوس کی کہ اس کی یادداشت واپس آ گئی تھی۔ اس کو عنبر ناگ ماریا سب یاد آ گئے اور واپس مڑ کر تصویر کے اس فریم کی طرف دیکھا جس میں سے وہ اندر داخل ہوئی تھی تو اسے پیچھے کوئی تصویر اور اس کا فریم دکھائی نہ دیا۔ نہ بن حرّ کا کمرہ تھا اور نہ بن حرّ کی حویلی تھی۔

کیٹی نے دیکھا کہ وہ پُراسرار حسین عورت جو اسے ہاتھ

پکڑ کر تصویر کے اندر لے گئی تھی۔ اب اس کی شکل ایک بدصورت چڑیل ایسی بوڑھی عورت کی شکل میں بدل گئی تھی اور اس کے دو آگے کے دانت باہر نکلے ہوئے تھے اور وہ کیٹی کی طرف کھا جانے والی سرخ آنکھوں سے تک رہی تھی۔ کیٹی نے کہا:

"تم کون ہو؟ مجھے یہاں کیوں لائی ہو؟"

مکروہ صورت بڈھی بولی: "یہ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ آگے چلو۔"

کیٹی نے بھاگنے کی کوشش کی مگر اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنے پاؤں صرف گنبد کی طرف ہی اٹھا سکتی ہے اور ادھر ادھر دوڑ نہیں سکتی۔ بدصورت عورت نے کہا:

"تم یہاں سے بھاگنے کا خیال دل سے نکال دو۔ اب تم ہمارے قبضے میں ہو۔ تم وہی کرو گی جو ہم تمہیں حکم دیں گے۔ آگے چلو۔"

مکروہ صورت عورت کیٹی کو ساتھ لے کر نیلے گنبد کے دروازے میں سے گزر کر اندر داخل ہو گئی۔ کیٹی نے دیکھا کہ گنبد کے اندر پُراسرار دھند پھیلی ہوئی ہے۔ درمیان میں ایک بہت بڑا گول سنگِ مرمر کا کالا سیاہ پیالہ پڑا ہے۔ جس کے اندر پہلو میں ایک چھوٹا سا طاق کھلا ہوا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس سنگ مرمر کے کالے بڑے پیالے میں سے ہلکی ہلکی دھند اٹھ رہی تھی۔

مکروہ صورت عورت نے کیٹی کو پیالے کے کنارے کھڑا کر دیا اور کچھ پڑھنے لگی۔ اتنے میں پیالے کے دوسرے کنارے کی دھند میں سے ایک سفید پوش ہیولا نمودار ہوا۔ مکروہ صورت عورت نے سر جھکا دیا اور بولی:

"جس عورت کی تمہیں تلاش تھی۔ اے یم ڈوت وہ میں لے آئی ہوں"

سفید ہیولے کی کھڑکھڑاتی ہوئی دہشت بھری آواز ابھری۔

"ابھی اس عورت کو لانا باقی ہے جو غائب رہتی ہو اور کسی کو سوائے تمہارے نظر نہ آتی ہو۔ جب تم کسی ایسی غیبی عورت کو لے آؤ گی۔ پھر تم آزاد ہو جاؤ گی اور جہاں چاہو گے جا سکو گی"

مکروہ صورت عورت بولی "اے یم ڈوت دیوتا! وہ عورت بھی حویلی میں موجود ہے۔ میں اسے لانے کی کوشش کروں گی"

سفید ہیولے نے کہا "اس عورت کو پیالے کے اندر اتار کر اپنا فرض پورا کرو"

"جو حکم یم ڈوت دیوتا!"

اور مکروہ صورت عورت نے کیٹی کے قریب آ کر اس کے کندھے کو آگے کرتے ہوئے کہا:

"پیالے میں اتر جاؤ"

کیٹی نے بہت کوشش کی کہ وہ اپنا پاؤں نہ اٹھائے مگر وہ ایسا نہ کر سکی اور اس کے پاؤں اپنے آپ آگے کو اٹھے اور وہ پیالے کے اندر اتر گئی۔ مکروہ صورت عورت اس کے ساتھ تھی۔ اس نے پیالے کے اندر پہلو میں کھلے ہوئے چھوٹے سے طاق کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اس طاق کے اندر داخل ہو جاؤ"

کیٹی انکار نہ کر سکی۔ لگتا تھا کہ وہ اس مکروہ صورت عورت اور پراسرار سفید ہیولے کے طلسم میں پھنس چکی ہے۔ پراسرار سفید ہیولا اب دھند میں غائب ہو چکا تھا۔ کیٹی کے پاؤں اپنے آپ پیالے کے طاق کی طرف اٹھنے لگے اور وہ طاق میں داخل ہو گئی۔ طاق کے اندر کی فضا میں کچھ اس قسم کی گیس پھیلی ہوئی تھی کہ کیٹی کا اوپر کا سانس اوپر ہی رہ گیا اور وہ اندھیرے میں بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ہوش میں آ جانے پر کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے ہال کمرے کے درمیان لکڑی کے سیاہ تختے پر لیٹی ہوئی ہے اور اس کے سارے جسم کو لوہے کی زنجیر سے کس کر باندھ دیا گیا ہوا ہے۔ اس کی ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانب مکروہ صورت عورت کھڑی ہے اور دوسری طرف وہی سفید ہیولا ہے جس کو مکروہ صورت عورت (جو پہلے بڑی حسین عورت لگ رہی تھی) یم دوست کہہ کر پکارتی تھی۔

کیٹی نے پورا زور لگا کر اپنے آپ کو آزاد کرنے کی کوشش کی مگر یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی ساری طاقت کسی طلسم نے ختم کر دی ہوئی ہے۔ کیٹی نے اپنے جن دوست کا خیال کر کے دل ہی دل میں چٹکی بجائی۔ مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے جن دوست کو آواز دی مگر وہ بھی اس کی مدد کو نہ آیا۔

○

ماریا اور مُردہ اُلّو

کیٹی نے مایوس ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔

اس گنبد والی چھت کے فرش پر کیٹی کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ ایک کالا حبشی جس کی آنکھیں سرخ تھیں اور ایک ریچھ لگ رہا تھا۔ ہاتھ میں طشت لیے مکروہ صورت عورت کے آگے کھڑا ہو گیا۔ طشت کے اوپر سرخ رنگ کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ اس نے کپڑا اٹھا دیا۔ طشت میں ایک چمکدار پھل والا خنجر رکھا ہوا تھا۔ سفید ہیولے نے مکروہ صورت عورت کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے طشت میں سے خنجر اٹھا کر ہاتھ میں پکڑا اور اس سے پہلے کہ کیٹی کوئی آواز نکالتی اس نے پوری طاقت سے خنجر کیٹی کے سینے میں عین دل میں اتار دیا۔ خنجر کیٹی کے دل کے پار ہو گیا۔ کیٹی کو چونکہ کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی اس لیے اس نے کوئی چیخ نہ ماری۔ اس کے اُلٹ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مکروہ صورت عورت نے تین بار کیٹی کے دل میں خنجر کا وار کیا اور پھر خنجر طشت میں رکھ دیا۔ حبشی اُلٹے قدموں واپس چلا گیا۔ سفید ہیولے اور مکروہ صورت عورت نے کیٹی کی لاش کو اُٹھا کر ایک صندوق میں ڈال کر اس کے سینے پر ایک مردہ اُلو رکھ دیا اور صندوق کا ڈھکنا بند کر دیا۔ سفید ہیولے نے اپنی خرخری آواز میں مکروہ عورت سے کہا:

"یہ لاش چالیس دن تک صندوق میں پڑی رہے گی۔ اب اس یونانی عورت کو لاؤ۔"

"جو حکم اے یم دوت دیوتا۔"

اور مکروہ صورت عورت گنبد والی کوٹھڑی سے نکل کر دوسری کوٹھڑی میں چلی گئی۔ ماریا کو جب تصویر کے اندر کسی زبردست طاقت نے کھینچ لیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک اندھیرے کمرے میں پایا۔ اس اندھیرے میں بھی وہ دیکھ سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک دیوار میں چھوٹا سا طاق ہے جو کھلا ہے۔ ماریا اس طاق کے اندر گئی تو اسے اُلو کی ایسی آواز آئی جیسے وہ زخمی ہو اور کراہ رہا ہو۔ ماریا اُلو کی آواز کی طرف آگے بڑھی۔ طاق کی دوسری طرف ماریا نے دیکھا کہ یہ چھوٹا سا حجرہ بھی تاریک ہے مگر چھت میں سے ایک روشنی کا دائرہ نکل کر زمین پر ایک جگہ پڑ رہا ہے۔ ماریا

کو روشنی کے اس دائرے میں ایک اُلو کی لاش دکھائی دی۔ وہ اُلو کے پاس گئی۔

یہ ایک مردہ اُلو تھا جس کے سینے میں ایک پیاز چھیلنے والی چھری آدھی سے زیادہ دھنسی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک کاغذ کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی تھا۔ ماریا نے آگے بڑھ کر کاغذ کا ٹکڑا چھری میں سے پھاڑ کر نکالا۔ اس پر کسی پرانی طلسمی تحریر میں اُلٹی سیدھی شکلیں بنی ہوئی تھیں جو ماریا کی سمجھ میں نہ آئیں۔ اُلو مر چکا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور دونوں پنجے اوپر کو اٹھے ہوئے اور بند تھے۔ ماریا نے سوچا کہ اس اُلو کے سینے میں کھبا ہوا چھرا نکال لینا چاہیے۔ جونہی اس نے چھری کو باہر نکالنے کے لیے اسے ذرا سا کھینچا تو کمرے میں ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی۔ یہ کسی اُلو کی دہشت ناک چیخ تھی۔ ماریا سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔

چیخ کی اس آواز کے ساتھ ہی تاریک چھوٹے سے حجرہ نما کمرے میں چاروں طرف اُلو کی ہلکی ہلکی خون کو سرد کر دینے والی چیخوں کی آوازیں گونجنے لگی تھیں۔ ماریا نے واپس طاق میں سے نکل جانے کے لیے قدم بڑھایا تو دیکھا کہ طاق بند ہو چکا تھا۔ چھت سے روشنی کا جو دائرہ فرش پر اُلو کی لاش پر پڑ رہا تھا۔ وہ سمٹتا جا رہا تھا۔ روشنی کم ہو رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

الّو کی لاش آہستہ آہستہ زمین سے اوپر اٹھنے لگی تھی۔ زمین سے دو فٹ اوپر اٹھ کر چاروں طرف ایک گول دائرے کی شکل میں گھومنے لگی۔ اس کے ساتھ الّو کی بھیانک چیخوں کی آوازیں اسی طرح آ رہی تھیں۔

ماریا دیوار کے ساتھ لگی کھڑی دہشت بھری نظروں سے یہ ڈراؤنا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ الّو کی لاش نے ایک بار پھر چھت کی طرف اٹھنا شروع کر دیا تھا۔ روشنی بھی الّو کی لاش کے ساتھ ہی چھت کی طرف سمٹ رہی تھی۔ جب لاش چھت کے ساتھ جا کر لگ گئی تو ایک ایسی چیخ بلند ہوئی جس نے دیواروں کو لرزا دیا۔ ایسا لگا جیسے تھوڑی دیر کے لیے بھونچال آ گیا ہو پھر الّو کی لاش چھت میں غائب ہو گئی اور چاروں طرف گہرا سناٹا چھا گیا۔

ماریا حیران و پریشان دیوار کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ اچانک اس نے محسوس کیا کہ اس کے جسم میں کوئی زبردست تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ اس نے سب سے پہلے تو یہ دیکھا کہ اس کا جسم ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ پھر اس نے دیکھا کہ اس کے بازو انسانی شکل میں آکر غائب ہو گئے ہیں اور دونوں پاؤں الّو کے پنجوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ وہ زمین پر گر پڑی۔ پھر اس کا سارا جسم سمٹ کر الّو کی شکل میں بدل

گئی۔ اس نے محسوس کیا کہ کسی نے اس کے سینے میں ایک چھری مار دی ہے۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ وہ سر سے پاؤں تک ایک الّو بن چکی تھی اور چھری اس کے سینے میں دھنسی ہوئی تھی۔ پھر ماریا کی آنکھیں اپنے آپ بند ہو گئیں۔

کافی دیر تک ماریا الّو کی لاش کی شکل میں اس تاریک کوٹھڑی میں پڑی رہی۔ وہ بے ہوش تھی۔ اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔ پھر دیوار کا طاق اپنے آپ کھل گیا اور اس کے اندر سے وہی مکروہ صورت عورت باہر نکلی۔ اس نے ماریا کی الّو کی شکل والی لاش کو اٹھا لیا اور ہاتھ میں لٹکائے ہوئے باہر نکل گئی۔

دوسرے گنبد والے بڑے کمرے میں وہی سفید ہیولا کھڑا تھا۔ مکروہ صورت عورت نے ماریا کی الّو کی شکل والی لاش کو اس کے آگے جا کر ڈال دیا اور کہا:

"یم ذورت دیوتا۔ تمہارا شکار تمہارے سامنے حاضر ہے یہ وہ عورت ہے جو غیبی عورت تھی کسی کو نظر نہ آتی تھی۔ اب ایک الّو کی لاش بن کر تمہارے قدموں میں پڑی ہے۔"

سفید ہیولے نے اپنی خرخراتی آواز میں کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اسے دوسری عورت کی لاش والے صندوق کے پاس کونے والے مرتبان میں ڈال کر بند کر دو۔ اس عورت کی لاش بھی چالیس دن تک اس مرتبان میں الو کی لاش کی شکل میں بند رہے گی۔ اس کے بعد ان دونوں لاشوں کو نکال کر مقدس آگ میں ڈال دیا جائے گا اور پھر اس آگ کے شعلوں میں سے وہ عفریت باہر نکلے گا جو ہمارا غلام ہو گا اور جس کی مدد سے ہم جادوگروں کی دنیا کے بادشاہ اور ملکہ بن کر ساری دنیا کے جادوگروں پر حکومت کریں گے۔"

کہتے ہی سنپولے کا مکروہ قہقہہ گونج اٹھا۔

مکروہ صورت عورت نے بھی ایک قہقہہ لگایا اور ماریا کی الو والی لاش کو کیٹی کی لاش کے صندوق کے بائیں جانب کونے میں رکھے ایک سبز مرتبان میں ڈال کر اوپر ڈھکنا چڑھا دیا۔ پھر وہ دونوں اس کمرے سے باہر نکل گئے۔

○

مکروہ صورت عورت اور سپولا اگرچہ پراسرار طلسمی دنیا سے تعلق رکھتے تھے مگر انہیں کیٹی کے بارے میں یہ علم نہیں تھا کہ اس کا تعلق خلائی دنیا سے ہے اور وہ خلائی مخلوق ہے

اور اس کے جسم کے ذرے اور پلازما اس دنیا کے لوگوں سے بہت مختلف ہے۔ انہوں نے تو کیٹی کے دل میں خنجر کے تین وار کر دیئے اور کیٹی کے دل میں تین گہرے شگاف بھی پڑ گئے تھے مگر جونہی کیٹی کو صندوق کے اندر لاش سمجھ کر لٹا دیا گیا اس کے دل کے شگاف آہستہ آہستہ ملنے اور بند ہونے شروع ہو گئے۔ کیوں کہ یہ کیٹی کے جسم کی خاصیت تھی کہ اگر اسے کسی جگہ سے کاٹ دیا جائے یا کوئی زخم لگایا جائے تو وہ تھوڑی دیر کے بعد آپس میں ملنا شروع ہو جاتا تھا۔ اگر انگلی کاٹ دی جائے تو دوبارہ اُگ آتی تھی۔

کیٹی کے بے ہوش جسم کو صندوق میں پڑے ایک رات اور ایک دن ہی گزرا ہو گا کہ اس کے دل کے زخم آپس میں مل گئے اور دل نے ایک بار پھر دھڑکنا شروع کر دیا۔ دل کی دھڑکن کے ساتھ ہی کیٹی کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہ ایک تنگ و تاریک صندوق میں پڑی ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر صندوق کے ڈھکنے کو اٹھانا چاہا مگر ڈھکنا باہر سے بند تھا۔ کیٹی نے تھوڑا سا زور لگایا۔ اس کی طاقت واپس آ چکی تھی۔ ڈھکنا کھل گیا اور زنجیر ٹوٹ کر فرش پر جا گری۔

کیٹی صندوق میں سے باہر نکل آئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ اسی گنبد والے تاریک کمرے میں تھی۔ اندھیرے میں اسے ہلکا ہلکا سب کچھ دکھائی دے رہا تھا۔ اس لئے دیواروں کو غور سے دیکھا۔ کسی جگہ کوئی سوراخ یا طاق نہیں تھا۔ مگر وہ جانتی تھی کہ ایک جگہ دیوار میں خفیہ طاق ہے جہاں سے گذار کر اسے باہر لایا گیا تھا۔ دیوار کو ٹٹولتے ٹٹولتے اس کی نظر کونے میں رکھے ہوئے مرتبان پر پڑی۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے خفیہ طور پر کھلنے والے طاق کی کوئی پوشیدہ کنجی! کل اس مرتبان کے اندر ہو۔

کیٹی نے مرتبان کا ڈھکنا اٹھا کر اندر ہاتھ ڈالا تو اس کا ہاتھ کسی جانور کے پروں سے ٹکرایا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ باہر کھینچ لیا۔ پھر جھک کر مرتبان میں غور سے دیکھا۔ اسے ایک مردہ پرندہ دکھائی دیا۔ کیٹی نے اسے باہر نکالا تو وہ ایک اُلّو کی لاش تھی جس کے سینے میں چھری دھنسی ہوئی تھی۔ کیٹی کو کچھ علم نہیں تھا کہ اس نے ماریا کو اپنے ہاتھ میں تھام رکھا ہے۔ اسے مردہ پرندے پر رحم آنے لگا۔ اس نے اس کے سینے سے چھری نکال کر پھینک دی۔

چھری کے نکالتے ہی الو نے آہستہ سے سانس لیا۔ ابے یہ تو زندہ ہے ابھی۔ کیٹی نے اپنے آپ سے کہا اور پھر سوچا کہ اس زخمی پرندے کو بھی ... لے لینا چاہیے

ہو سکتا ہے باہر کی کھلی فضا میں آکر یہ ٹھیک ہو جائے۔

کیٹی نے زخمی الو کو ہاتھ میں تھام لیا اور دیوار کو ٹٹولنے لگی۔ ایک جگہ اس کا ہاتھ اینٹوں میں چھوٹے سے سوراخ پر پڑا۔ اس نے اندر انگلی ڈال کر دیکھا کہ اندر ایک گول آگے سے مڑا ہوا ہک لگا تھا۔ کیٹی نے اسے کھینچ دیا۔ دیوار میں ایک طاق نمودار ہو گیا۔

کیٹی جلدی سے طاق میں سے نکل کر دوسری طرف آ گئی۔ جہاں ایک بند نالے کی طرح کی سرنگ کا راستہ تھا۔ کیٹی جھک کر سرنگ میں چلنے لگی کافی دیر تک چلتی رہنے کے بعد وہ ایک ایسی جگہ نکل آئی جہاں چاروں طرف دھندلی دھندلی روشنی میں کالے رنگ کے نوکیلے پہاڑ اور نوکیلی چٹانیں اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ زمین بھی کالی سیاہ تھی۔ آسمان پر بھی گہرے کالے بادل تھے۔

کیٹی ان چٹانوں میں چلتی ایک جگہ آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کے سامنے دیوار پر ایک بہت بڑا لکڑی کا فریم بنا ہوا ہے۔ یہ فریم ایسا تھا جیسا کہ بڑی بڑی تصویروں کے گرد لگایا جاتا ہے۔ کیٹی فریم کے پاس آ گئی۔ اس نے فریم میں سے جھانک کر دوسری طرف دیکھا تو وہاں اسے ایک کمرہ دکھائی دیا جس کے فرش پر پرانا قالین بچھا تھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کونے میں پرانی کرسیوں اور پرانے برتنوں اور صندوقوں کا
کاٹھ کباڑ بکھرا ہوا تھا۔ یہ کمرہ ایسا تھا جیسا کہ پرانے زمانے
کے بڑے مکانوں کے سٹور روم ہوا کرتے تھے جہاں لوگ
گھر کی فالتو اور ٹوٹی پھوٹی چیزیں رکھ دیا کرتے تھے۔ وہ
حیران تھی کہ ایک جانب تو ویران پہاڑیاں ہیں اور فریم کی
دوسری جانب ایک مکان کا سٹور روم ہے۔

کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

اس نے فریم میں سے پاؤں باہر نکال کر دوسری جانب
کمرے کے میز پر رکھا اور پھر فریم میں سے باہر نکل آئی۔
اب اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے دیوار پر ایک سیاہ
نوکیلی چٹانوں والی تصویر لگی ہے۔ کیٹی اس تصویر کے فریم
کے اندر سے نکل کر باہر آئی تھی جس طرح وہ بن حمزہ کی
خواب گاہ میں گنبد والی تصویر کے اندر چلی گئی تھی۔

اس نے سوچا کہ یہ کس کا مکان ہو سکتا ہے؟ اس
کی یادداشت واپس آ چکی تھی اور عنبر ناگ ماریا کا برابر خیال
آ رہا تھا۔ یہ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ جس زخمی الو کو اس
نے ایک ہاتھ میں تھام رکھا ہے وہ اصل میں ماریا ہی
ہے۔ کیٹی کمرے کی چیزوں کو ادھر ادھر کرنے لگی ایک
صندوق پر اسے پھٹے پرانے کپڑوں کا ڈھیر پڑا نظر آیا۔ اس

نے ایک کپڑے کو پھاڑ کر اس کی پٹی بنائی اور الو کے زخم
پر باندھ دی۔

ماریا اگرچہ الو کی لاش کی شکل میں زندہ تھی لیکن وہ
کیٹی کو برابر دیکھ رہی تھی۔ اسے خوشی تھی کہ اس جہنم سے
کیٹی اسے نکال لائی ہے مگر ماریا اسے آواز نہیں دے سکتی
تھی۔ وہ انسانی زبان میں بات نہیں کر سکتی تھی اور اس
کی ماریا والی خوشبو بھی الو کے جسم سے نہیں اٹھ رہی تھی۔
کیٹی نے کمرے میں بکھرے ہوئے کاٹھ کباڑ اور میز کرسیوں اور
کپڑوں کو دیکھا تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ یونانی طرز کے لباس
اور کرسیاں ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ رومن زمانے سے
نکل کر اور پیچھے یونانی عہد میں داخل ہو چکی تھی۔

کیٹی کو کسی انسان کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کوئی
اس کمرے کی طرف آ رہا تھا۔ کیٹی جلدی سے ایک پرانے
کپڑوں کے ڈھیر کے پیچھے کونے میں جا کر چھپ گئی۔ کمرے
کا پرانا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے
یونانی لباس پہن رکھا تھا۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر کا تھا
اور دوسرا جوان تھا۔ کمرے میں آ کر ادھیڑ عمر کے آدمی نے
ایک صندوق کے تالے کو چابی لگا کر کھولا۔ اس میں سے
ایک ڈبہ نکالا۔ اسے کپڑے سے صاف کیا۔ پھر اس کا ڈھکن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھول کر اس میں سے ایک چاندی کی انگوٹھی باہر نکال کر دوسرے آدمی کو دکھائی اور کہا:

"زرناش! یہ وہ خطرناک انگوٹھی ہے جس کے اندر زہریلا سفوف بند ہے۔ آج رات جب دعوت کے وقت تم اپنے آقا دارکش کو کھانا دینے لگو تو بڑی ہوشیاری سے اس انگوٹھی میں سے زہریلا سفوف نکال کر اس کے کھانے یا شربت کے گلاس میں ڈال دینا۔ بس پھر اس کے بعد آقا دارکش ہلاک ہو جائے گا اور میں اس جاگیر کا مالک بن جاؤں گا اور تم میرے ساتھ آدھی جائیداد کے حقدار بن ہو جاؤ گے اور میں تمہیں ایک لاکھ سونے کی مہریں انعام میں بھی دوں گا۔"

زرناش نے کہا "مگر بردتو! اس انگوٹھی میں سے میں زہر کیسے باہر نکالوں گا؟"

بردتو نے کہا: "اس انگوٹھی میں یہ دیکھو ایک ننھا سا بٹن لگا ہے جب تم کھانا یا شربت کا گلاس اٹھانے لگو گے تو اس بٹن کو آہستہ سے دبا دینا۔ پھر اس انگوٹھی میں سے زہر کے سفوف کی ایک باریک دھار نکل کر کھانے کی پلیٹ یا شربت کے

دوا بھی ساتھ لاؤں گی۔ ابھی مجھے ایک بے گناہ انسان کی جان بچانی ہے۔ مجھے معاف کر دینا۔ میں تھوڑی دیر میں آؤں گی۔"

یہ کہہ کر کیٹی نے الو کو کمرے میں ایک طرف کونے میں ٹوٹی پھوٹی چیزوں کے پیچھے ڈال دیا اور خود یونانی خادمہ کے لباس میں کمرے میں سے نکل کر باہر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ سامنے لکڑی کا ایک خوبصورت زینہ نیچے جا رہا ہے۔ وہ زینہ اتر کر ایک بڑے ہال میں آ گئی۔ یہاں ستونوں کے ساتھ ریشمی پردے لٹک رہے تھے اور زمین پر رنگ برنگ کے قیمتی قالین بچھے ہوئے تھے۔ مہمان یونانی لباس میں سروں پر پھولوں کے تاج پہنے چلے آ رہے تھے۔ یونانی خادمائیں ادھر اُدھر گھوم پھر کر ان کی خدمت کر رہی تھیں۔

کیٹی نے ایک جگہ سے چاندی کا تھال اٹھا لیا اور وہ بھی دوسری خادماؤں میں شامل ہو کر مہمانوں کی آؤ بھگت کرنے لگی۔ ایک یونانی خادمہ نے جو ذرا پکی عمر کی تھی کیٹی کی طرف گھور کر دیکھا اور پوچھا:

"تو کون ہے؟ پہلے تو میں نے تمہیں یہاں نہیں دیکھا۔"

کیٹی نے مسکرا کر اسے سلام کیا اور کہا:

"خالہ جان میرا نام کیٹی لیس ہے۔ مجھے ابھی کل ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آقا داروکش نے نوکر رکھا تھا۔"

یہ بھی اچھا ہوا کہ کیٹی نے زدناش اور بردوٹو کی زبان سے اس جاگیر کے مالک داروکش کا نام سن لیا تھا۔ داروکش کا نام سنتے ہی وہ عورت مطمئن ہو گئی۔ اس نے کیٹی کو ڈانٹتے ہوئے کہا:

"ذرا دھیان سے مہمانوں میں چلنا پھرنا۔ کوئی گستاخی کی بات نہ ہو جائے۔ یونان کے بڑے بڑے دولتمند یہاں دعوت میں جمع ہیں۔"

کیٹی نے سر جھکا کر کہا: "آپ فکر نہ کریں خالہ جان۔"

اس عورت نے غصے میں کہا: "میں تمہاری خالہ جان نہیں ہوں۔ میرا نام روخشی ہے۔ چلو اپنا کام کرو۔"

کیٹی جلدی سے دوسری طرف چلی گئی۔

ہال کمرے میں ایک بہت اونچی یونانی طرز کا بڑا دروازہ تھا۔ مہمان اس دروازے میں سے گذر کر دوسری طرف ہو رہے تھے۔ خادمائیں بھی ادھر جا رہی تھیں۔ کیٹی بھی مہمانوں کی آؤ بھگت کرتے ہوئے بڑے دروازے میں سے گذر کر دوسری طرف چلی گئی۔ یہاں ایک بہت بڑا خوبصورت اور سجا سجایا کمرہ تھا جس کی چھت سے جھاڑ فانوس لٹک رہے تھے۔ سنگ مرمر کے ستونوں کے ساتھ یونانی دیوتاؤں کے مجسمے

لگے ہوئے تھے۔ فرش پر قالین ہی قالین بچھے تھے۔ دیوار کے ساتھ ساتھ سنگ مرمر کی میزیں لگی تھیں جن پر طرح طرح کے کھانے اور پھل چنے ہوئے تھے۔ مہمان پتھر کی کرسیوں پر ریشمی گدیلوں پر بیٹھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے اور پھل اور بھنا ہوا طرح طرح کا گوشت کھا رہے تھے۔

کیٹی نے دیکھا کہ درمیان میں چار ستونوں کے بیچ میں ایک سبز رنگ کی شاندار میز لگی تھی جس کے پیچھے ایک بھاری بھرکم آدمی شاندار ریشمی لباس پہنے اپنے خاص مہمانوں کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ کیٹی نے تھال میں پھل اور شربت کے گلاس رکھ لیے تھے۔ وہ کسی بہانے سے اس آدمی کے میز کے قریب آ گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہی داروکش ہے جو اس سارے محل کا مالک ہے اور اسی کو زہر دینے کی سازش کی گئی ہے۔

اتنے میں کیٹی کی نظر زدناش اور بردوٹو پر پڑی۔ مکار بردوٹو نے اپنے آقا داروکش کو زہر دینے کی سازش کی تھی اور اس وقت وہ آقا داروکش کے بالکل پیچھے بڑے ادب سے کھڑا تھا۔ زدناش ہاتھ میں شربت کی صراحی لیے دوسرے مہمانوں کے گلاسوں میں شربت ڈال رہا تھا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آقا داروکش کی سبز میز کی طرف چلا آ رہا تھا۔ مکار بردوٹو اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو برابر تک رہا تھا۔ کبھی کبھی یہ دونوں قاتل سازشی ایک دوسرے کو دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی بات کر لیتے تھے جیسے کہہ رہے ہو سب ٹھیک ہے۔ سب ٹھیک ہے۔

آقا داروکش شکل سے بڑا بھولا بھالا سا آدمی لگ رہا تھا۔ وہ اپنے خوفناک انجام سے بے خبر اپنے خاص دوستوں کے جھرمٹ میں بیٹھا ان سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا اور انہیں بار بار کہہ رہا تھا۔

"یہ بھی کھاؤ۔ یہ بھی چکھو۔"

مکار قاتل زوناش غلام شربت کی صراحی تھامے آہستہ آہستہ آقا داروکش کی میز کے قریب پہنچ گیا تھا۔ برودو خاموش کھڑا زوناش کی ایک ایک حرکت کو بڑی گہری نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ اسے زوناش کی انگلی میں چمکتی ہوئی چاندی کی انگوٹھی صاف نظر آ رہی تھی جس کے اندر خطرناک زہریلا سفوف پوشیدہ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ابھی کوئی دم میں زوناش آقا داروکش کے گلاس میں زہر ڈال دے گا۔ وہ شربت پی کر ہلاک ہو جائے گا۔ ہر طرف افراتفری مچ جائے گی۔ اور اس افراتفری میں وہ زوناش کی پیٹھ میں یہ کہہ کر خنجر گھونپ کر اسے ہلاک کر دے گا کہ اس نمک حرام نے آقا کو زہر دیا ہے۔ اس طرح وہ ایک تیر سے دو نشانے

کرے گا۔ وہ جاگیر کا مالک بھی بن جائے گا۔ اور زوناش کو بھی ختم کر دے گا۔ برودو اس جاگیردار داروکش کا سوتیلا بڑا بھائی تھا۔ اور اس کی موت کے بعد ساری جائیداد کا مالک اس کو بن جانا تھا۔

کیٹی نے ایسی چالاکی سے کام لیا کہ وہ جاگیر کے مالک داروکش کے بالکل قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔ اتنے میں قاتل زوناش وہاں آ گیا۔ مہمانوں کا ایک ہجوم وہاں جمع تھا اور ایک شور مچا ہوا تھا۔ جاگیردار داروکش بھی اپنے دوستوں سے گپ بازی میں مشغول تھا۔ اتنے میں زوناش نے بڑی مکاری سے اس کا گلاس اٹھایا اور اس میں شربت ڈالتے ہوئے انگوٹھی کا بٹن دبا کر اس میں زہر ڈال دیا اور چپکے سے دوسری میز کی طرف چلا گیا۔

کیٹی نے سوچا کہ وہ آگے بڑھ کر گلاس کو توڑ ڈالے۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ داروکش نے زہر والا گلاس اٹھا لیا۔ وہ منہ کے پاس لے جا کر اسے پینے ہی لگا تھا کہ کیٹی لپک کر سامنے آ گئی اور چلائی:

"آقا! اس گلاس میں زہر ہے۔"

ایک دم سناٹا چھا گیا۔ داروکش کے ہاتھ میں گلاس کپکپانے لگا۔ پیچھے کھڑے برودو نے کھا جانے والی نظروں سے کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو دیکھا۔ سب مہمان اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دارودکش نے کہا: "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

کیٹی نے کہا: "آقا! آپ آزما کر دیکھ لیں۔ اس میں زہر ہے۔ جو آپ کو ہلاک کرنے کے لیے ڈالا گیا ہے۔"

"کس نے ڈالا ہے یہ زہر" دارودکش نے گرج دار آواز میں پوچھا۔

بروٹو کا رنگ زرد ہو گیا کہ کہیں کیٹی کو یہ معلوم نہ ہو گیا ہو کہ زہر اس کے کہنے پر ڈالا گیا تھا۔ کیٹی نے زوناش کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"زہر آپ کے غلام زوناش نے ڈالا ہے۔"

زوناش کا رنگ اڑ گیا۔ وہ بروٹو کی طرف اشارہ کرنے ہی والا تھا کہ بروٹو نے وہیں سے ایک خنجر زور سے زوناش کی طرف پھینکا کہ وہ ہلاک ہو جائے اور اس کا نام ظاہر کرنے کے لیے زندہ نہ رہے۔ خنجر زوناش کے بازو پر لگا۔ کیٹی نے چیخ کر کہا:

"آقا دارودکش! اس بروٹو کو بھی گرفتار کر لو۔ زوناش نے اسی کے کہنے پر آپ کے گلاس میں زہر ڈالا تھا۔ ثبوت موجود ہے۔ ان دونوں کو پکڑ لیا جائے۔"

کیٹی نے لپک کر دارودکش کے ہاتھ سے زہر کے شربت والا گلاس تھام لیا۔ دارودکش نے اسی وقت حکم دیا کہ بروٹو اور زوناش کو گرفتار کر لیا جائے۔ غلام خنجر تان کر ان کی طرف بڑھے اور دونوں کو قابو میں کر لیا گیا۔ سارے مہمان وہاں جمع ہو گئے۔ دارودکش نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ اس شربت میں زہر ملا ہوا ہے؟"

کیٹی نے آگے بڑھ کر زوناش کی انگلی میں سے انگوٹھی اتار کر دارودکش کو دکھائی اور کہا:

"یہ چاندی کی انگوٹھی زوناش کو آپ کے سوتیلے بھائی بروٹو نے دی تھی اور اس کے اندر خطرناک زہر کا سفوف ہے جسے زوناش نے آپ کے گلاس میں ڈال دیا ہے۔ آپ اس گلاس والے شربت کو آزما کر دیکھ لیں۔"

اسی وقت ایک بلی وہاں لائی گئی۔ دارودکش نے پیالے میں شربت ڈال کر بلی کے آگے رکھ دیا۔ بلی نے دو گھونٹ شربت پی لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ فرش پر تڑپنے لگی اور مر گئی۔ اب تو جاگیردار دارودکش کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے حکم دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"غلام زوناش کو سامنے لایا جائے۔"

زوناش کو دارِوکش کے آگے لا کر زمین پر ڈال دیا گیا۔ دارِوکش نے خنجر نکال لیا اور اس کی نوک اس کی ایک آنکھ پر رکھ کر کہا:

"سچ سچ بتاؤ تمہیں مجھے زہر دینے کے لیے کس نے کہا تھا؟ نہیں تو ابھی یہ خنجر تمہاری آنکھ میں گھس جائے گا۔"

زوناش غلام نے ہاتھ جوڑ دیئے اور کہا:

"مجھے معاف کر دو آقا۔ آپ کو زہر دینے کے لیے مجھے آپ کے سوتیلے بھائی بردوٹو نے کہا تھا کہ اور یہ انگوٹھی بھی اسی نے مجھے دی تھی۔"

دارِوکش نے اپنے سوتیلے بھائی کی طرف گھور کر دیکھا اور پوچھا:

"کیا یہ انگوٹھی تم نے اسے دی تھی؟"

بردوٹو نے گڑگڑا کر کہا:

"یہ جھوٹ بکتا ہے بھائی۔ میں نے اسے انگوٹھی نہیں دی تھی۔"

دارِوکش نے کہا: "اگر تم نے اسے انگوٹھی نہیں دی تھی تو پھر تم نے اس پر خنجر پھینک کر اسے

ہلاک کرنے کی کوشش کیوں کی تھی؟"

"اس لیے کہ اس نے تمہیں زہر دے دیا تھا۔" بردوٹو نے کہا۔

دارِوکش بولا: "مگر تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ یہ میرے گلاس میں زہر ملا چکا ہے؟"

اس کا بردوٹو کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

دارِوکش نے ہاتھ اوپر اٹھا کر طیش بھری آواز میں کہا:

"ان دونوں کو لے جاؤ اور ان کی آنکھوں میں دہکتی ہوئی سرخ سلائیاں پھیر کر ان کی آنکھیں پھوڑ ڈالو۔"

سپاہی اور غلام کھینچتے ہوئے زوناش اور بردوٹو کو وہاں سے لے گئے۔ سارے مہمانوں نے کیٹی کی تعریف کی۔ دارِوکش نے کیٹی کا شکریہ ادا کیا اور کہا:

"تم کون ہو؟ میں نے تمہیں پہلے اپنے محل میں کبھی نہیں دیکھا۔"

کیٹی نے یونہی کہا: "آقا! میں غریب عورت ہوں۔ مجھے کہیں نوکری نہیں مل رہی تھی۔ آج آپ کے ہاں دعوت تھی۔ میں اوپر سٹور روم میں کسی طرح پہنچ گئی کہ وہاں سے نوکرانیوں کے کپڑے لے کر پہن لوں اور نوکرانی بن کر یہاں ایک وقت کی روٹی کھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اگر چاہے تو طلاق کے بعد دوسرا خاوند بھی کر سکتی ہے۔"

کیٹی تو پریشان ہو گئی کہ یہ کس مصیبت میں پھنسنے لگی وہ۔ مگر وہ تو کسی کے ساتھ شادی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ خلائی مخلوق تھی۔ اس نے مسکرا کر کہا:

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر آقا، میں تیار ہوں۔"

دارودکش نے اسی وقت کیٹی کے ساتھ شادی کا اعلان کر دیا اور کہا کہ ہم اس خادمہ کا نام آج سے رودکاش رکھتے ہیں جس کا مطلب ہے چاند کی حسینہ۔ سارے مہمانوں نے خوشی سے تالیاں بجائیں اور کیٹی کو مبارک باد دینے لگے۔ کیٹی سوچ رہی تھی کہ وہ آج رات کو ہی اس محل سے فرار ہو جائیگی۔

○

لوں گی۔ اتفاق سے اسی کمرے میں میں نے ان دونوں کی سازشی باتیں سن لیں اور آپ کی جان بچانے کا فیصلہ کر لیا۔ دیوتاؤں کا شکر ہے کہ آپ کی جان بچ گئی۔"

دارودکش نے کیٹی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"آج سے تم ہماری بیوی ہو۔ ہم تم سے شادی کریں گے اور تمہارے بچے میری جائیداد کے مالک ہونگے۔"

کیٹی نے چونک کر کہا: "نہیں نہیں میرے آقا۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔"

"کیوں نہیں؟" دارودکش نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا تم نہیں چاہتیں کہ تمہارے بچے اتنی بڑی جائیداد کے مالک بن جائیں؟"

کیٹی نے کہا: "ضرور چاہتی ہوں میرے آقا۔ مگر میں شادی شدہ ہوں۔ میرے چار بچے ہیں۔ جو یہاں سے دور ایک گاؤں میں میرے خاوند کے ساتھ رہتے ہیں۔"

دارودکش نے قہقہہ لگایا اور کہا:

"پھر کیا ہوا۔ تم اپنے خاوند سے طلاق لے لو اور ہماری بیوی بن جاؤ۔ کیا تمہیں یونان کے قانون کا پتہ نہیں ہے آج کل کے قانون کے مطابق یونانی عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُلو کی شکل والی جل پری

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہاں سے فرار ہونا آسان کام نہیں یونان میں جب کوئی امیر آدمی یا جاگیردار کسی عورت سے بیاہ کرنے کا اعلان کرتا تھا تو اس عورت کو اسی وقت پردے میں بٹھا کر اس کے گرد پہرہ لگا دیا جاتا تھا تاکہ نہ وہ کسی کو دیکھے اور نہ اس پر کسی کی نظر پڑے۔ چنانچہ جب جاگیردار داردکش نے اعلان کیا کہ وہ اپنی خادمہ ادکاش یعنی کیٹی سے شادی کر رہا ہے تو کنیزوں نے اسی وقت کیٹی کو گھیر لیا اور اسے محل کی چوتھی منزل پر لے جا کر ایک چھوٹے سے کمرے میں بند کر دیا جس کی کوئی کھڑکی نہیں تھی۔ صرف ایک روشندان ہی تھا۔

کیٹی بڑی گھبرائی کہ یہ کس نئی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ کمرے کے باہر دو حبشی غلام ننگی تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ کمرے کی دیوار اوپر چھت تک چلی گئی تھیں اور چھت کے قریب جا کر صرف ایک چھوٹا سا روشندان

تھا اس میں بھی لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک رات گزر گئی۔ دوسرے دن رات کو شادی تھی۔ کنیزوں نے اسی کمرے میں آ کر کیٹی کا بناؤ سنگھار کیا اور اسے نئے کپڑے پہنا دیئے۔ اس نے بہت کہا کہ وہ باہر نکل کر ذرا سیر کرنا چاہتی ہے مگر کسی نے اس کی ایک نہ سنی اور چلی گئیں، کیٹی اکیلی رہ گئی۔

اس نے سوچا کہ وہاں سے فرار کی کون سی ترکیب ہو سکتی ہے۔ اسے کچھ بھی نہیں سوجھ رہا تھا۔ اس نے تنگ آ کر اپنے جن دوست کو پکارا۔ جن دوست تو خدا جانے کوہ قاف کے پار کون سی وادیوں اور جنگلوں میں جا کر گم ہو گیا تھا کہ اس نے پلٹ کر کیٹی کو یاد ہی نہیں کیا تھا۔ کیٹی نے اب اپنی شکل کو ایک چڑیا کے تصور میں لایا اور چٹکی بجا دی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید چٹکی کام کرنے لگے۔ مگر توبہ کریں چٹکی بھی اب کھوکھلی اور بے اثر ہو چکی تھی۔ شاید اس میں بھی ملاوٹ ہو گئی تھی۔

کیٹی نے روشندان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ یہی ایک جگہ تھی جہاں سے وہ فرار ہو سکتی تھی مگر سوال یہ تھا کہ وہ اس روشندان تک کیسے پہنچے؟ اچانک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے دیکھا کہ اس کے جسم کے گرد کنیزیں ایک لمبی ریشمی ڈوری باندھ گئی تھیں جس پر سفید موتی لگے تھے۔ پھر اس نے دیکھا کہ اس کے آگے ریشمی ڈوری میں تانبے کا ایک بکل یعنی مضبوط بکسوا لگا ہوا تھا۔ کیٹی نے ایک ترکیب آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے کمر کے گرد لپٹی ہوئی ریشمی ڈوری اتار کر اس کے آگے تانبے کا مضبوط بکسوا باندھا اور اسے گھما کر اوپر روشندان کی سلاخوں کی طرف پھینکا۔ بکسوا سلاخوں سے ٹکرا کر نیچے آ گیا۔ کیٹی اسے سلاخوں میں پھنسانا چاہتی تھی۔

اس نے کئی بار کوشش کی مگر ہر بار اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ وقت گذر رہا تھا۔ شام کے اندھیرے رات کی سیاہیوں میں گم ہونے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد عورتیں اسے لینے آنے والی تھیں اور اسے جاگیر دار کی دلہن بنا دیا جانے والا تھا۔ کیٹی نے نشانہ باندھ کر ایک بار جو ریشمی ڈوری کو اوپر اچھالا تو اس کا بکسوا لوہے کے سلاخوں میں پھنس گیا۔

کیٹی نے رسی کی مدد سے اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔ وہ دیوار کے ساتھ پاؤں ٹکا کر بڑے آرام آرام سے اوپر چڑھ رہی تھی۔ اسے ہر لمحے یہی خطرہ تھا کہ کہیں رسی ٹوٹ نہ جائے۔ لیکن اس زمانے کی ہر چیز خالص ہوتی تھی اور اس کے

تانبے کے ہُک میں بھی بہت طاقت تھی۔ کیٹی بڑی ہی کوشش کے بعد آخر کامیاب ہو گئی اور روشندان کو اس نے سلاخوں سے پکڑ کر اپنے آپ کو اوپر کھینچ لیا۔ یہ روشندان اگرچہ چھوٹا تھا مگر اس میں اکڑوں ہو کر بیٹھنے کی جگہ موجود تھی۔ کیٹی اس جگہ میں اپنے آپ کو سمٹ سمٹا کر بیٹھ گئی۔

اس کے لیے سلاخوں کو اکھاڑنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے دو سلاخوں کو مضبوطی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ کیٹی میں اتنی طاقت تھی کہ دونوں سلاخیں پہلے ٹیڑھی ہوئیں اور پھر پتھروں میں سے اکھڑ کر نکل گئیں اور کیٹی کے ہاتھ میں آ گئیں۔

اب کیٹی نے سر باہر نکال کر دیکھا کہ نیچے ایک نہر بہہ رہی تھی جس کا پانی چاند کی چاندنی میں چمک رہا تھا۔ اتنی بلندی سے وہ چھلانگ نہیں لگانا چاہتی تھی۔ اس نے گھوم کر غور سے دیکھا تو اسے دو تین گز کے فاصلے پر ایک درخت نظر آیا جو بہت گنجان تھا اس کی شاخیں روشندان سے کچھ فاصلے پر اوپر تک آئی ہوئی تھیں۔ کیٹی کے لیے ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اس درخت پر چھلانگ لگانے میں کامیاب ہو جائے۔ ناکامی کی صورت میں اگر وہ نیچے گر پڑتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے تو اس کی ہڈیاں ٹوٹ جانے کا خطرہ تھا۔ اگرچہ وہ مر تو نہیں سکتی تھی۔ مطلب ہے کہ ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ سکتی تھی لیکن اس میں کچھ دن لگ جاتے تھے۔ اس لئے اس نے

—— بڑی سوچ سمجھ اور پوری ذمے داری کے ساتھ

—— یہی فیصلہ کیا کہ درخت پر ہی چھلانگ لگانی ہوگی۔

پہرے دار دوسری طرف تھے۔ یہاں سے کسی عورت کے نکل کر فرار ہونے کا کسی کو خیال نہیں آ سکتا تھا۔ اس لیے پہرے داروں نے اس جانب توجہ ہی نہیں دی تھی۔ کیٹی نے ایک ایک کر کے چھ سلاخیں اکھاڑ کر دوسری طرف نہر میں پھینک دیں۔ ان کے باری باری گرنے سے ہلکی آوازیں پیدا ہوئیں۔ کیٹی نے جھک کر نیچے دیکھا کہ کوئی پہرے دار تو آواز سن کر ندی کی طرف نہیں گیا۔

کوئی نہیں گیا تھا۔ رات گہری اور سنسان ہو گئی تھی۔ صرف نیچے نہر کے پانی کے پتھروں سے ٹکرا کر گذرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کیٹی نے اپنی نظریں رات کے اندھیرے میں کچھ فاصلے پر اُگے ہوئے درخت کی گھنی شاخوں پر جما دیں۔ اس نے اپنے پاؤں روشندان سے باہر نہر کی طرف نکال لیے تھے۔ اس نے اپنا سانس روک لیا اور ایک ہی بار زور سے اچھل کر چھلانگ لگا دی۔ وہ سیدھی درخت

کی گھنی شاخوں میں جا کر گری اور درخت میں سوتے ہوئے پرندے پھڑپھڑا کر اڑ گئے۔

پہرے دینے والے حبشی سپاہیوں نے چونک کر اُڑتے ہوئے پرندوں کی طرف دیکھا جو اندھیری رات میں غوطے لگا کر آسمان کی تاریکی میں غائب ہو گئے تھے۔

”یہ پرندے کیوں اڑ گئے ہیں؟“ ایک نے پوچھا۔

دوسرا حبشی بولا: ”انہیں سوتے سوتے کوئی کام یاد آ گیا ہوگا۔“

اور وہ دونوں پہرے دار حبشی قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔

کیٹی درخت کی شاخوں میں دبکی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ چھت پر پہرے دینے والے دور چلے گئے ہیں تو اس نے درخت کی شاخوں کا سہارا لے کر نیچے اُترنا شروع کر دیا۔ نہر کے کنارے بہت اندھیرا تھا۔ کیٹی کو دلہن بنانے کے لیے کنیزوں نے جو ریشمی جھالریں اور ریشمی رومال وغیرہ کیٹی کو باندھ رکھے تھے اس نے وہ سب کچھ وہیں اتار کر پھینک دیا اور اپنے جسم پر صرف سادہ سا لباس ہی رہنے دیا اور ندی کے کنارے کنارے شمال کی طرف روانہ ہو گئی۔ کنیزوں سے اسے اتنا پتہ چل گیا تھا کہ یہ یونان کی —— ریاست کورنتھ تھی۔ اور اس ریاست پر سکندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اعظم کے باپ فیلقوس کی حکومت تھی۔ سکندر اس وقت نوجوان تھا اور اس کا باپ بیمار تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سکندر کو عروج ملنے ـــ والا تھا۔

کیٹی تاریخ میں کافی پیچھے آ گئی تھی۔ اسے عنبر اور ناگ ماریا کا خیال آنے لگا کہ وہ ابھی شاید یونانی دور میں نہیں آئے ہوں گے۔

ناگ عنبر سے جدا ہوئے کیٹی کو بہت عرصہ گذر چکا تھا۔ یہی سوچتی ہوئی وہ اندھیری رات میں نہر کے کنارے کنارے چلی جا رہی تھی کہ اچانک اسے زخمی الو کا خیال آ گیا جس کو وہ جاگیردار داروکش کی حویلی کی تیسری منزل کے سٹور روم میں کپڑوں کے گٹھڑ کے پیچھے چھوڑ آئی تھی۔

"بے چارہ زخمی الو!"

کیٹی کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ اب وہ اس حویلی میں واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔ اس نے زخمی الو کو خدا کے سپرد کر دیا اور دل میں کہا کہ کاش اے میرے بھائی الو! میں تمہاری مدد کر سکتی۔ اب میں مجبور ہوں۔ اگر کیٹی کو یہ علم ہو جاتا کہ جس زخمی الو کو وہ الو سمجھ کر چھوڑ آئی ہے وہ اصل میں ماریا ہے تو وہ وہیں سے واپس پلٹ کر حویلی میں جاتی اور خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہوتا اسے واپس لے کر آتی

کیٹی ایک باغ میں آ گئی جہاں سنگ مرمر کے بڑے بڑے ستونوں والی ایک بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ ساری جگہ سنسان پڑی تھی۔ آس پاس دور دور یونانی لوگوں کے مکانوں پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اور لوگ گہری نیند سوئے تھے۔ کیٹی نے درختوں کو دیکھا۔ اندھیرے میں ان کی شاخوں پر سیب لگے ہوئے تھے۔ یہ سیب کے باغ تھے۔ ایک کتا زور سے بھونکنے لگا۔ اس نے کیٹی کی بُو سونگھ لی تھی، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس نے اپنے باغ میں کسی اجنبی انسان کی بُو سونگھ لی تھی۔

کتے کے بھونکنے کے ساتھ ہی پہرے دار حبشی جو باغ کی رکھوالی پر رکھا گیا تھا۔ جاگ پڑا۔ وہ نیزہ لے کر کتے کے پیچھے لپکا۔ کتا کیٹی کی طرف دوڑا۔ کیٹی بہت پریشان ہوئی کہ یہ کم بخت نئی مصیبت کہاں سے آ گئی ابھی اس نے کتے کے پیچھے پیچھے آتے پہرے دار کو نہیں دیکھا تھا۔ کیٹی کتے سے بچنے کے لیے درخت پر چڑھنے لگی تو کتے نے ایک عجیب سی انوکھی بُو محسوس کی۔ یہ کیٹی کے خلائی جسم کی خاص بُو تھی جو صرف کوئی جانور ہی محسوس کر سکتا تھا۔

... دار بھی وہیں رک گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی درخت کی شاخوں میں سے ان کو دیکھ رہی تھی۔ اب اس نے حبشی پہرے دار کو بھی دیکھ لیا تھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ کتا کیٹی کی خلائی بُو سے خوف زدہ ہو گیا تھا۔ وہ چاؤں چاؤں کرنے لگا۔ اور ڈر کر پیچھے کو بھاگا۔ پہرے دار بھی اس کے پیچھے جانے ہی لگا تھا کہ بدقسمتی سے کیٹی کا پاؤں شاخ پر سے ذرا سا پھسل گیا اور ایک چھوٹی سی ٹہنی ٹوٹ کر نیچے گر پڑی۔

حبشی پہرے دار وہیں رُک گیا۔

اس نے درختوں کی طرف دیکھا اور نیزہ ہاتھ میں لیے اس درخت کے نیچے آ گیا۔ جس میں کیٹی چھپی ہوئی تھی۔ کیٹی نے اپنا سانس روک لیا۔ مگر حبشی پہرے دار نے کیٹی کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے نیزہ اوپر اٹھاتے ہوئے یونانی زبان میں چلا کر کہا:

"تم جو کوئی بھی ہو۔ نیچے آ جاؤ۔ نہیں تو میں نیزہ مار کر تمھیں ہلاک کر دوں گا۔"

کیٹی نے سوچا کہ فضول جھگڑے میں پڑنے سے بہتر ہے کہ نیچے اتر جائے۔ وہ درخت پر سے اُتر آئی۔ حبشی نے جب دیکھا کہ چور ایک عورت ہے تو بولا:

"تم اوپر کیا کر رہی تھیں؟"

کیٹی نے مسکرا کر کہا، "بھوک لگی تھی سیب توڑ کر کھانے لگی تھی۔"

حبشی نے کیٹی کو بازو سے پکڑ کر کھینچا:

"چلو مالک کے پاس۔ تمھیں چوری سیب کھانے کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔"

باغ کے کنارے پر اس باغ کے مالک کا مکان تھا۔ حبشی نے کیٹی کو یہ کہہ کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا کہ اس وقت رات ہے مالک سو رہا ہے اسے صبح اس کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ حبشی کیٹی کو کوٹھڑی میں بند کر کے چلا گیا۔ اسے کیا خبر تھی کہ کیٹی کے لیے باہر سے تالا لگے ہوئے دروازے کو کھولنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ جب کیٹی کو یقین ہو گیا کہ حبشی جا چکا ہے تو اس نے دروازے کو اندر سے تھوڑا سا زور لگا کر دھکیلا تو دروازے کی کنڈی تالے سمیت اکھڑ گئی۔

کیٹی نے باہر نکل کر ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ کورنتھ شہر اونچی نیچی زمین پر آباد تھا۔ اس کی آبادی زیادہ نہیں تھی اور اس کے چھوٹے دیہات آس پاس کے علاقے میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان سب پر اندھیرا اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کیٹی نے ستاروں کی مدھم روشنی میں پہاڑیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے درمیان ایک شاندار محل دیکھا جس کے سفید مرمریں ستون ستاروں کی روشنی میں دھندلے دھندلے نظر آرہے تھے۔ یہی وہ محل تھا جہاں آنے والی تاریخ کا ایک عظیم جرنیل سکندر اعظم پرورش پا رہا تھا۔ ابھی وہ صرف سکندر تھا۔ سکندر اعظم نہیں بنا تھا۔

کیٹی سرو کے درختوں کے درمیان بنے ہوئے ایک خوبصورت سنگ مرمر کے مکان کے قریب سے گذری تو اسے ایک عورت گھوڑے پر بیٹھی مکان کے بڑے گیٹ میں سے داخل ہوتی دکھائی دی۔ یہ عورت شکل صورت اور لباس سے کوئی شاہی خاندان کی عورت لگتی تھی۔

کیٹی رک گئی۔ اس نے دیکھا کہ مکان کے اندر ایک کمرے کی کھڑکی کے جھروں میں سے شمع کی ہلکی ہلکی روشنی باہر نکل رہی تھی۔ کیٹی سوچنے لگی کہ آدھی رات کو یہ خوبصورت چہرے اور شاہانہ لباس والی عورت اس اکیلے مکان میں کیا کرنے آئی ہے؟۔

وہ سرو کے درختوں میں سے گذر کر کھڑکی کے جالی دار جھروں کے پاس آئی اور اس نے جھانک کر اندر دیکھا۔ وہی خوبصورت چہرے والی عورت اندر قالین کے فرش پر رکھے چمڑے کے دیوان پر بیٹھی سامنے پلنگ

پر بیٹھی ایک عورت سے باتیں کر رہی تھی۔ پلنگ پر جو عورت بیٹھی تھی اس کے بال کنپٹیوں پر سے سفید ہو رہے تھے۔ خوبصورت عورت کہہ رہی تھی۔

"اماں! تم فکر مت کرو۔ میں نے جال پھینک دیا ہے۔ سکندر پر میرا جادو چلنے ہی والا ہے۔ ایک بار وہ میرے دام میں گرفتار ہو گیا تو پھر میں اسے ورغلا کر ہلاک کر ڈالوں گی اور ہمارا بھائی کورنتھ کا وارث بن جائے گا!"

بوڑھی عورت نے کہا: "رتلانہ! تمہیں ہر کام بڑی ہوشیاری اور سوچ سمجھ کر کرنا ہو گا۔ سکندر کے ساتھ اس کا عقلمند استاد ارسطو ہوتا ہے جو یونان کا سب سے بڑا فلاسفر اور دانشمند انسان ہے۔"

اس خوبصورت عورت کا نام رتلانہ تھا اور وہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی اور سکندر کو قتل کروا کر اپنے بھائی کو شاہی تخت پر بٹھانا چاہتی تھی۔ اس وقت وہ شاہی محل میں سکندر کی خاص دوست تھی اور اس پر ڈورے ڈال رہی تھی تاکہ اسے اعتماد میں لے کر اسے کسی ایسے طریقے سے زہر دے کر مار ڈالے کہ اس پر بھی شک نہ ہو اور سکندر بھی راستے سے صاف ہو جائے۔ اس نے اپنی ماں سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اماں! میرے دل میں ایک خیال آیا ہے۔ کیوں نہ ہم سب سے پہلے سکندر کے استاد ارسطو کو راستے سے ہٹا دیں، کیوں کہ سکندر اپنے استادِ ارسطو کی ہر ہدایت پر چلتا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ اس کا کھانا اور پانی ارسطو کی ہدایت پر ہی پہلے جانور کو کھلا کر آزمایا جاتا ہے کہ اس میں زہر تو نہیں ہے۔"

رتلانہ کی ماں نے کہا: "تم نے بڑا عمدہ خیال سوچا ہے۔ اگر تم ارسطو کو اپنے راستے سے ہٹا سکو تو پھر کامیابی خود آگے بڑھ کر تمہارے قدم چومے گی۔"

رتلانہ بولی: "یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگرچہ ارسطو کافی عمر کا ہو چکا ہے۔ اور بے حد عقل مند اور دانا آدمی ہے لیکن میں اسے بیوقوف بنانے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گی۔ اب میں جاتی ہوں بہت جلد آپ کو اپنی کامیابی کی خوش خبری سنانے آؤں گی۔"

خوبصورت عورت رتلانہ باہر چلی گئی۔

کیٹی نے یہ ساری باتیں سن لی تھیں اور سوچنے لگی کہ سکندر اعظم کو اس عورت کی خونی سازش سے بچانا چاہیے۔

کیوں کہ اس کو آگے چل کر دنیا کا سب سے بڑا جرنیل بننا ہے اور آدھی دنیا کو فتح کر کے تاریخ میں بہادری کے کبھی نہ بھلائے جانے والے کارنامے چھوڑنے ہیں۔ اب اس نے کسی ایسی ترکیب پر غور کرنا شروع کیا جس پر عمل کر کے وہ سکندر اعظم کے محل میں داخل ہو سکتی تھی۔

کیٹی وہاں سے چل کر سکندر اعظم کے محل کے آس پاس آ گئی اور دیکھا کہ ایک خوبصورت باغ ہے جس میں چشمہ بہہ رہا ہے۔ کیٹی وہاں بیٹھ کر اپنی ترکیب پر غور کرنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر میں صبح کی روشنی پھیلنے لگی۔ اور کیٹی نے دیکھا کہ ایک عورت جس نے شاہی محل کی کنیزوں ایسا سرخ اور نیلا لباس پہن رکھا تھا کاندھے پر صراحی رکھے چشمے پر پانی بھرنے چلی آ رہی ہے۔

کیٹی اٹھ کر درختوں کے پیچھے چلی گئی۔ وہ عورت چشمے پر آئی۔ اس نے صراحی چشمے میں ڈبو کر پانی اس میں بھرا اور باہر نکال کر پتھروں پر رکھی اور اپنے بال سنوارنے لگی۔ کیٹی اسے غور سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک وہ عورت چیخ مار کر گر پڑی۔ کیٹی بے اختیار ہو کر درخت کے پیچھے سے نکلی اور بھاگ کر اس عورت کے پاس آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک خطرناک سانپ پھن اٹھائے عورت کے اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جھوم رہا ہے اور اسے ڈسنے ہی والا ہے۔

کیٹی نے آگے بڑھ کر سانپ کو گردن سے پکڑ لیا۔ سانپ کو بھی کیٹی کے جسم سے اب ناگ دیوتا کی بو آگئی تھی۔ اس لئے اپنا پھن فوراً سمیٹ لیا اور اس کے آگے رکھ دیا۔ کیٹی نے سانپ کو دور درختوں کی طرف اچھال کر پھینک دیا۔ وہ عورت جلدی سے اٹھ بیٹھی اور کیٹی کو گلے سے لگا کر اس کا ماتھا چوم لیا۔

"بہن تم اس وقت رحمت کا فرشتہ بن کر آگئی ہو۔ اگر تم نہ آتیں تو یہ سانپ مجھے ہلاک کر ڈالتا۔ تم کون ہو؟"

کیٹی نے کہا "میرا نام کیٹی ہے۔ میں ایک غریب عورت ہوں اور اس شہر میں کسی جگہ نوکری کر کے زندگی کے دن گزارنا چاہتی ہوں۔"

وہ عورت بولی "میرا نام شازینہ ہے۔ میں شاہی محل میں کنیز ہوں اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ شاہی محل میں چل کر رہو۔ میں ملکہ سے کہہ کر تمہیں بھی نوکر رکھوا دوں گی۔ تم خوبصورت ہو اور تمہاری آنکھیں نیلی ہیں۔ ملکہ تمہیں ضرور کنیز رکھ لیں گی۔"

کیٹی بھی تو چاہتی تھی۔ فوراً راضی ہو گئی اور اس عورت

کے ساتھ شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ شازینہ نے کیٹی کو سکندر اعظم کی والدہ ملکہ سے ملایا اور ملکہ نے کیٹی کو محل میں کنیز بن کر خدمت کرنے کی اجازت دے دی۔ کیٹی نے اس محل میں رتلانہ کو بھی دیکھا۔ یہ وہی عورت تھی جو سکندر اعظم کے خلاف سازش کر کے اسے زہر دینے کی کوشش کر رہی تھی اور اب سکندر کے اُستاد دنیا کے دانشمند انسان ارسطو کو اپنے دام میں پھنسانے کی فکر میں تھی۔ اس زمانے میں سکندر کا باپ زندہ تھا اور سکندر سولہ سترہ برس کا ایک منہ زور کھلنڈرا مگر بڑا بہادر شہزادہ تھا۔ اگرچہ وہ شہزادی رتلانہ کی محبت میں گرفتار ہو چکا تھا مگر سکندر پر ارسطو کا بہت اثر تھا اور اس کی وجہ سے وہ محبت کے جھمیلوں سے دُور دُور رہتا تھا۔

کیٹی نے بہت جلد محسوس کیا کہ شہزادی رتلانہ نے ارسطو پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔ ایک دن ارسطو شاہی باغ میں ایک بنچ پر بیٹھا کسی مسئلے پر غور کر رہا تھا کہ شہزادی رتلانہ اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور اس سے پیار محبت کی باتیں کرنے لگی۔

ارسطو مسکرانے لگا اور بولا:

"شہزادی رتلانہ! تم مجھے کس لیے اپنی جھوٹی محبت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے دام میں پھنسانا چاہتی ہو؟"

شہزادی بھی بڑی چالاک تھی۔ اس نے رونا شروع کر دیا اور سسکیاں بھرتے ہوئے بولی:

"اے عظیم فلاسفر ارسطو! تم میری محبت کا مذاق تو نہ اڑاؤ۔ اگر تم میری محبت کا جواب محبت سے نہیں دے سکتے تو کم از کم میری محبت کی توہین تو نہ کرو۔"

ارسطو چونک سا گیا۔

پیارے دوستو! عورت کا تریا چرتر یعنی چالاکی اور مکاری بڑی مشہور ہے۔ تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ دنیا میں بری عورتوں نے اپنی مکاری اور چالاکی سے بڑے بڑے بہادروں، بادشاہوں اور عظیم انسانوں کو بے وقوف بنا کر انہیں ذلت کی گہرائیوں میں گرا دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نیک عورتیں کبھی ایسا نہیں کرتیں اور یہ بھی درست ہے کہ نیک اور ارادے کے پکے انسانوں پر بدکار اور بری عورتوں کی مکاری کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی انسان پر عورت کا اثر ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا دین اسلام ہمیں ہدایت کرتا ہے کہ ہمیں برائی کے قریب نہیں جانا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے ہم پر اس برائی کا اثر ہو جائے اور دانا لوگ بھی کہہ گئے ہیں کہ بری صحبت

میں مت بیٹھو۔ کہیں تم پر اس کا اثر نہ ہو جائے۔ ہمیشہ اپنے کردار کو بلند رکھو۔ اپنے خیالات کو پاکیزہ رکھو۔ اعلیٰ ذہن، پاکیزہ ترین اور نیک باتوں کے بارے میں سوچو۔ زندگی کا کوئی اونچا مقصد بناؤ اور اسے حاصل کرنے کے لیے پوری دیانت، پاکیزگی، نیکی اور خدا کے خوف کو دل میں رکھ کر محنت کرو۔ تم ضرور کامیاب ہو گے اور ایسے ہی لوگوں کو خدا پسند کرتا ہے۔

یہ میں تمہیں نصیحت نہیں کر رہا بلکہ سچی باتیں بیان کر رہا ہوں۔ کیوں کہ جن لوگوں نے ان باتوں پر عمل نہیں کیا تاریخ گواہ ہے کہ ایسے لوگ دنیا میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ اس لیے تم آج ہی سے اپنے دل اور دماغ میں سے برے خیال باہر نکال پھینکو۔ تم دیکھو گے کہ جب تمہارے دل میں خدا کی محبت اپنی جگہ بنا لے گی تو دنیا کا سارا خوف اور غم دور ہو جائے گا۔ لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

ارسطو اگرچہ بہت دانا انسان تھا مگر ابھی اس میں کچھ کمزوری تھی اور شہزادی دتلانہ نے اس کی اسی کمزوری پر حملہ کر دیا تھا اور ارسطو شکست کھا گیا۔ چنانچہ وہ شہزادی کی محبت میں گرفتار ہو کر ایک کمزور کردار والے انسان کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرح اس کے پیچھے پیچھے پھرنے لگا۔ ایک روز شہزادی رتلانہ نے یہ آزمانا چاہا کہ ارسطو اس کے دام میں کس قدر پھنس چکا ہے۔ اس نے ارسطو سے کہا کہ وہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر چلے۔

ارسطو نے پوچھا: "تم مجھے بکرا بنانا چاہتی ہو شہزادی؟"

شہزادی رتلانہ بولی: "ہاں ارسطو! کیوں کہ میں تمہارے اوپر سوار ہو کر اس کمرے میں سیر کرنا چاہتی ہوں۔"

ارسطو چونکہ اس مکار عورت کی جھوٹی محبت میں بڑی طرح پھنس چکا تھا اس لیے فوراً دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر جھک گیا اور بولا:

"شہزادی! میں تمہارا بکرا ہوں۔ تم مجھ پر سواری کر سکتی ہو!"

شہزادی رتلانہ ارسطو کی پیٹھ پر سوار ہو گئی اور اپنے دوپٹے کا ہنٹر بنا کر اسے مارتی جاتی اور کہتی جاتی۔

"چلو میرے بکرے۔ شاباش!"

اتفاق سے عین اس وقت سکندرِ اعظم کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے جو دیکھا کہ اس کا استاد اور دنیا کا دانا ترین انسان ارسطو بکرا بنا ہوا ہے اور شہزادی رتلانہ

اس کے اوپر سوار اسے ہنکار رہی ہے۔ تو اس پر گویا بجلی سی گر پڑی۔ غصے اور حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے چلا کر کہا:

"استاد! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

شہزادی رتلانہ جلدی سے ارسطو کی پیٹھ پر سے اتر گئی۔ ارسطو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اسے احساس ہوا کہ اس سے کتنی بڑی حماقت ہو گئی ہے۔ اس نے سکندر کی طرف دیکھ کر کہا:

"سکندر! اس واقعے سے سبق حاصل کرو۔ غور کرو کہ اگر عورت مجھ ایسے تجربہ کار، دانا فلسفی کو بے وقوف بنا سکتی ہے تو تمہارا کیا حشر نہیں کر سکتی۔"

شہزادی رتلانہ وہاں سے بھاگ گئی۔ کیٹی ایک ستون کی اوٹ میں کھڑی یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ ارسطو نے آگے بڑھ کر سکندر کے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور مسکراتے ہوئے کہا:

"میں سیدھی راہ سے بھٹک گیا تھا اور ایک چالاک عورت کے فریب میں آ کر اپنی عزت وقار اور آبرو سے کھیلنے لگا تھا۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے میری آنکھیں کھول دیں۔ اب میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہاری آنکھیں کھولنا چاہتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس عبرت انگیز واقعے سے سبق حاصل کرو اور زندگی کی کسی منزل میں عورت کو اپنے راستے کی رکاوٹ مت بننے دینا۔ تم جوان ہو اور جوانی میں عورت انسان کو سیدھے راستے سے بھٹکا دیتی ہے۔ اگر وہ مجھ بوڑھے آدمی کو ورغلا سکتی ہے تو ایک جوان آدمی پر کیا قیامت نہیں ڈھا سکتی۔ مگر تم اپنے ارادے کو چٹان کی طرح مضبوط رکھنا۔ کیوں کہ تم عورتوں سے محبتیں کرنے کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ قدرت نے تمہیں ساری دنیا فتح کرنے کے لیے پیدا کیا ہے تمہیں ایک ایسا بہادر جرنیل بننا ہے جس کا نام تاریخ میں ہمیشہ سنہری لفظوں سے لکھا جائے گا اس لیے اپنے کردار کو ہمیشہ بلند رکھنا۔ کیوں کہ کردار کی بلندی کے بغیر تم یہ مقام حاصل نہیں کر سکو گے۔"

یہ کہہ کر ارسطو کمرے سے باہر نکل گیا۔ سکندر اعظم کچھ دیر وہاں کھڑا خیالوں میں کھویا رہا پھر اس نے سر اٹھا کر اپنی گردن کو بلند کیا اور پردہ اٹھا کر دوسری جانب چلا گیا۔

شہزادی زتلانہ کو محسوس ہو گیا تھا کہ اس نے ایک تیر سے دو نشانے لگانے چاہے تھے مگر اب ایسا لگتا تھا کہ دونوں

نشانے اس کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔ ارسطو کو ہوش آ گیا تھا اور اب سکندر بھی ہوشیار ہو جائے گا اور شہزادی کے چکر میں نہیں آئے گا۔ ادھر کیٹی کو بھی احساس تھا کہ شہزادی زتلانہ ناکام ہونے کے بعد اب کوئی دوسری چال چلے گی اور یہ چال بڑی ہی خطرناک ہو گی۔ اب وہ شہزادی زتلانہ کی دوسری خطرناک چال کے سراغ میں تھی۔ کیٹی شاہی محل کی کنیز بن چکی تھی اور وہ بڑی آزادی سے محل میں جس طرف چاہے گھوم پھر سکتی تھی۔

اب ہم واپس واردکش جاگیردار کی حویلی میں واپس آتے ہیں جہاں حویلی کی دوسری منزل کے سٹور روم میں کیٹی زخمی الو کو کپڑوں کے ڈھیر کے پیچھے چھوڑ آئی تھی اور اسے ہرگز یہ علم نہیں تھا کہ زخمی الو کی شکل میں وہ ماریا تھی۔ ماریا کو اس کاٹھ کباڑ کی چھوٹی سی کوٹھڑی میں پڑے تین چار روز گزر گئے تھے۔ اس دوران میں کوئی بھی اس کوٹھڑی میں نہیں آیا تھا۔ وہ چونکہ الو کی شکل میں تھی اس لیے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ اس کا زخم اچھا ہو گیا تھا اور اب وہ کوٹھڑی میں چل پھر سکتی تھی مگر کوٹھڑی سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

پانچویں روز شام کے وقت کسی نے کوٹھڑی کا دروازہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھول اور ایک غلام اندر داخل ہوا۔ جونہی دروازہ کھلا ماریا پھڑپھڑاتی ہوئی باہر کو اڑ گئی۔ غلام دیکھتا ہی رہ گیا کہ یہ پرندہ کوٹھڑی میں کہاں سے آ گیا تھا۔ ماریا دوسری منزل کے ایک کمرے کے کھلے روشندان میں سے باہر نکل گئی۔ کھلی ہوا میں آ کر اس نے دیکھا کہ اس کے نیچے ایک شہر کے مکان ہیں۔ اونچی نیچی سرسبز پہاڑیاں ہیں اور ایک ندی بہہ رہی ہے۔ چونکہ وہ الّو کی شکل میں تھی اس لیے اسے کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ایک درخت پر اتر کر بیٹھ گئی۔ وہ الّو کے روپ میں تھی اس لیے اسے دن کی روشنی آنکھوں میں چبھ رہی تھی۔

جب ذرا شام گہری ہوئی اور اندھیرا چھا گیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور غور کرنے لگی کہ اس کے ساتھ کیا حادثہ گزر گیا ہے۔ اسے کچھ کچھ یاد آ رہا تھا۔ اب اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ اپنی اصلی ماریا کی شکل میں کب اور کیسے واپس آئے گی۔ اسے اب ناگ عنبر اور کیٹی بھی تھوڑا تھوڑا یاد آنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد اس کا ذہن بالکل صاف ہو گیا۔ اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ وہ کون ہے اور ناگ، عنبر کیٹی اس کے ساتھی ہیں اور اس سے جدا ہو چکے ہیں۔

ماریا درخت کی شاخ پر بیٹھی رہی۔ رات ہو گئی۔ ایک

گہری خاموشی چاروں طرف چھا گئی۔ ماریا کو بھوک محسوس ہوئی۔ وہ الّو کی شکل میں تھی اور اسے کھانے کے لیے گوشت چاہیے تھا۔ اندھیری رات میں اس کی الّو کی آنکھیں سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ اچانک اس کی نظر نیچے بہتی ندی کے پانی پر گئی۔ وہاں اسے ایک مچھلی کنارے پر سر نکالے دکھائی دی۔ یہ بڑا اچھا شکار تھا۔ ماریا نے درخت کی ٹہنی پر سے ایک اڈاری ماری اور سیدھی نہر کے پانی میں مچھلی کے اوپر آ کر اسے چونچ ماری کہ اٹھا کر درخت پر لے جائے اور وہاں جا کر اسے آرام سے کھائے مگر مچھلی غڑاپ سے پانی میں اتر گئی اور ماریا کی چونچ ایک سخت پتھر سے ٹکرائی اور وہ بے ہوش ہو کر پانی میں گر گئی۔

نہر کے پانی نے اسے اپنی لہروں میں نیچے اتار لیا۔ وہ تہہ کی ریت کے ساتھ لگ گئی اور کچھ مچھلیاں اس کے ارد گرد چکر لگانے لگیں۔ ان میں وہ مچھلی بھی تھی جس کو اچک کر لے جانے کی ماریا نے کوشش کی تھی۔ ان مچھلیوں میں سے سیاہ تھوتھنی اور سرخ آنکھوں والی ایک مچھلی آگے بڑھی اور اس نے ماریا کی گردن میں اپنے دانت گاڑ کر زور سے جھٹکا دیا اور ماریا کو چھوڑ دیا۔ ماریا کی گردن سے خون نکلنے لگا۔ نہر کا پانی سرخ ہو گیا۔ مچھلیاں وہاں سے غائب ہو گئیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کو ہوش آیا تو اس نے اپنے جسم کے اندر ایک زبردست تبدیلی محسوس کی۔ اس نے دیکھا کہ وہ نہر کے پانی میں تہہ کے ساتھ لگی لیٹی ہوئی ہے اور اس کا نچلا دھڑ مچھلی کا بن چکا ہے اور اوپر والا دھڑ ایک عورت کا ہے اور سر الو کا ہے۔ اس کی چیخ نکل گئی۔

وہ ایک ایسی جل پری بن چکی تھی جس کا نچلا دھڑ مچھلی کا۔ اوپر والا دھڑ عورت کا اور سر الو کا تھا۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ وہ تیزی سے پانی کی سطح پر آ گئی۔ جونہی اس نے اپنا سر پانی سے باہر نکالا دو عورتیں جو ندی کے کنارے بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اس کی عجیب و غریب بھیانک شکل کو دیکھ کر چیخیں مارتیں ڈر کر بھاگ گئیں۔

ماریا جلدی سے ندی میں غوطہ لگا گئی۔ اس نے آگے تیرنا شروع کر دیا۔ ندی آگے جا کر ایک دریا میں گر جاتی تھی۔ ماریا دریا میں آ گئی۔ مگر اس نے محسوس کیا کہ وہ جل پری کی طرح زیادہ دیر پانی کے اندر نہیں رہ سکتی تھی۔ شاید اس لیے کہ اس کا سر الو کا تھا۔ دن کا وقت تھا۔ ماریا نے اپنے آپ کو دریا کنارے ایک جگہ پانی سے باہر نکال لیا اور جھاڑیوں میں چھپ کر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ اب اس نے اپنے باقی جسم کو دیکھا۔ پیٹ تک اس کا جسم عورت کا تھا اور پیٹ کے نیچے باقی

سارا جسم ایک مچھلی کا تھا جس کے نیچے پاؤں کی جگہ ایک دم ہی ہوئی تھی۔ ماریا کے دونوں ہاتھ اس کے پیچھے انسانی ہاتھ تھے۔ اس نے ہاتھوں سے اپنے منہ کو ٹٹولا۔ اور پھر پانی میں اپنا عکس دیکھا۔ اس کا چہرہ الو کا تھا مگر عام الو سے بڑا تھا۔ اس کی یادداشت ٹھیک تھی اور اسے عنبر ناگ کیٹی کا خیال کرنے لگا تھا۔ اس نے اداس ہو کر سر جھکا دیا کہ خدا جانے اس تکلیف دہ حالت میں وہ کب تک رہے اور عنبر ناگ کیٹی سے اس کی ملاقات اب کب ہو! اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ جس مچھلی کو اس نے پکڑنے کی کوشش کی تھی یہ اس کا طلسم اس پر اثر کر گیا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونان کا خطرناک جادوگر

دوپہر تک ماریا وہیں دریا کنارے بیٹھی رہی۔

وہ اپنی افسوسناک حالت پر غم بھی کر رہی تھی اور اس حالت سے نجات حاصل کرنے کے طریقوں پر غور بھی کر رہی تھی یہ اس کے اختیار میں نہیں تھا۔ وہ کسی خطرناک طلسم کے اثر میں آ گئی ہوئی تھی اور اب کوئی دوسرا طلسم ہی اس کو توڑ سکتا تھا۔ دو ماہی گیر وہاں سے گذرے۔ ماریا ان کو دیکھ کر پتھر سے اتر کر جھاڑیوں میں سرک گئی۔ جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی تو ایک ماہی گیر نے کہا،

"یہاں جھاڑیوں میں کوئی چھپا ہوا ہے۔"

وہ جونہی جھاڑیوں کی طرف بڑھا ماریا رینگتی ہوئی دریا کی طرف لپکی۔ دونوں ماہی گیروں نے ایک الو کی شکل والی جل پری کو دیکھا تو خوف زدہ سے ہو کر وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ ماریا نے دریا میں چھلانگ لگا کر غوطہ لگا لیا۔

ماہی گیر شور مچاتے شہر کی طرف دوڑ پڑے۔ سارے شہر میں

یہ بات پھیل گئی کہ دریا میں کوئی جل پری آ گئی ہے جس کی شکل الو جیسی ہے۔ لوگ اس انوکھی جل پری کو دیکھنے کے لیے دریا کی طرف آنے لگے۔ مگر ماریا دریا کے آگے جا کر ایک جگہ چٹانوں میں چھپ کر بیٹھ گئی تھی۔

کیٹی نے بھی سنا کہ ایک الو کی شکل والی جل پری وہاں نکل آئی ہے مگر اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ یہ ماریا ہو گی۔ ادھر شہزادی رتلانہ نے جب دیکھا کہ سکندر اعظم کو زہر دینے کی سازش کرنا مشکل ہو گیا ہے تو اس نے باغ والے مکان میں جا کر اپنی ایک خاص جادوگر بڈھے کو بلوا لیا جو جادو ٹونہ کرتا تھا اور کالے علم کا بڑا ماہر تھا۔ بڈھے جادوگر نے شہزادی کی ماں سے کہا:

"بیگم صاحبہ۔ آج کل شہر میں مشہور ہے کہ دریا میں ایک ایسی جل پری آئی ہوئی ہے جس کا سر گردن تک الو کا ہے۔ اگر کسی طریقے سے آپ اس جل پری کو پکڑ کر قید کر کے رکھ لیں تو دس دن کے بعد اس کی گردن سے ایک پر جھڑ کر گرے گا۔ وہ پر بڑا قیمتی ہو گا میں اس پر عمل کروں گا۔ اگر آپ اس پر کو سکندر اعظم کے سرہانے تلے رکھوا دیں تو سکندر اس سرہانے پر سر رکھتے ہی مر جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہزادی کی ماں نے کہا: "یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ میں اپنے خاص آدمیوں کو کہہ کر اس جل پری کو پکڑوا لیتی ہوں تم فکر نہ کرو۔ یہ کام بہت جلد ہو جائے گا۔"

بڈھا جادوگر بولا: "تو پھر آپ بھی فکر نہ کریں۔ سکندرِ اعظم زندہ نہیں رہے گا۔"

شہزادی رتلانہ کی ماں نے اپنے اعتبار والے چار نوکروں کو سونے کی اشرفیاں انعام میں دے کر کہا۔ کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے جل پری کو دریا سے پکڑ کر اس کے مکان کے پچھلے کمرے میں بند کر دیں۔ انہیں اور بھی انعام دیا جائے گا۔

وہ چاروں آدمی جو ماہی گیر بھی تھے۔ جل پری کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

ماریا جل پری کے روپ میں دریا میں آگے جاکر چٹانوں میں چھپی رہتی تھی اور سوچتی کہ اپنی اصلی شکل میں کیسے آئے اور عنبر ناگ سے کیسے ملے۔ یہ چار ماہی گیر بھی بڑے تجربہ کار تھے۔ انہیں جل پری کی بُو آ رہی تھی اور وہ اس کا سراغ لگاتے لگاتے ان چٹانوں میں پہنچ گئے جہاں ماریا جل پری کے روپ میں چھپی ہوئی تھی۔

ماہی گیروں نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے کچھ اس

قے سے جال پھینکا کہ ماریا اس میں پھنس گئی۔ ماریا اس کی اصل طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ جتنی ایک جل پری میں طاقت ہوتی ہے بس اتنی ہی طاقت اس میں تھی۔ اس نے جال سے باہر نکلنے اور اس کی رسیوں کو توڑنے کی بہت کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی اور ماہی گیر اسے رات کے اندھیرے میں پکڑ کر شہزادی رتلانہ کی والدہ کے مکان میں لے گئے اور اسے ایک کمرے میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔

شہزادی رتلانہ اور والدہ بہت خوش ہوئیں۔ اب انہیں اس جل پری کی گردن کا ایک پَر حاصل کرنے کے لیے دس دن تک انتظار کرنا تھا۔ شہزادی رتلانہ نے اپنی خاص کنیز شازیہ کی ڈیوٹی لگا کہ وہ جل پری والے بند کمرے کی دس دن تک حفاظت کرے تاکہ جل پری دروازہ توڑ کر باہر نہ نکل سکے۔ شازیہ کو پہرہ دیتے جب سات روز ہو گئے تو ایک دن اس کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ اس نے کیتھ سے کہا کہ آج وہ اس کی جگہ پہرہ دے۔ کیتھ پہرہ دینے کے لیے گئی تو اسے تو ماریا کی بُو نہ آئی مگر ماریا کو اس کی بُو آ گئی۔ وہ جل پری کی شکل میں بند اندھیرے کمرے میں فرش پر بڑی اداس بیٹھی تھی اسے کیتھ کی بُو آئی تو جلدی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ے اپنی جگہ سے اٹھی اور دروازے کو دھڑ دھڑانے لگی۔
کیبٹی نے دروازے کے سوراخ میں سے دیکھا کہ الّو کی
شکل والی جل پری دروازے پر اپنی دم زور زور سے
مار رہی ہے۔

کیبٹی نے اسے بالکل نہ پہچانا کہ وہ ماریا ہے۔ وہ تو
اسے پہچان بھی نہیں سکتی تھی اس نے چلّا کر کہا:

'اری احمق جل پری! تو کیوں اپنی دم پٹخ رہی
ہے یہاں سے تو دس دن کے بعد ہی نکلے گی
اب شور نہ مچا'

ماریا کو سخت مایوسی ہوئی کہ کیبٹی کو اس کی بُو نہیں جا رہی
تھی۔ اس کا خیال تھا کہ کیبٹی نے اس کی بُو کو سونگھ لیا ہوگا۔
اور وہ اسے وہاں سے نکال دے گی مگر کیبٹی کے الفاظ سن
کر سمجھ گئی کہ اس نے اسے نہیں پہچانا۔ ماریا نے دروازے
پر اپنی دم مارنا بند کر دی۔ اس کا سر الّو کا تھا اور وہ
کیبٹی کو آواز بھی نہیں دے سکتی تھی۔ دس دن گذر گئے۔
گیارہواں دن شروع ہوا تو آدھی رات کو بڈھا جادوگر جل
پری والے کمرے میں گیا اور دیکھا کہ ماریا کی گردن سے
ایک پَر نیچے گرا ہوا تھا۔ وہ پَر کو اٹھا کر لے آیا اور اس
پر اس نے عمل پڑھنا شروع کر دیا۔

شہزادی کی ماں نے پوچھا کہ کیا جل پری کو واپس دریا
میں ڈال دیا جائے تو جادوگر نے اسے منع کر دیا اور
کہا کہ جب تک سکندرِ اعظم کی موت واقع نہیں ہو جاتی
اس وقت تک جل پری کو کمرے ہی میں بند رکھا جائے۔
کیوں کہ اگر ایک پَر نے کام نہ کیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ
دوسرا پَر استعمال کرنا پڑے۔

بڈھے جادوگر نے پَر پر کالا علم پڑھ کر پھونکا اور شہزادی
رتلانہ سے کہا:

"شہزادی! اس پَر میں زبردست قاتلانہ طاقت آ
گئی ہے اسے اب تم کسی طریقے سے سکندرِ اعظم
کے بستر پر سرہانے کے نیچے جا کر چھپا دو۔
رات کو جب سکندر اس پر سر رکھ کر سوئے گا
تو صبح مر چکا ہو گا۔"

اس وقت کمرے میں شہزادی رتلانہ، اس کی والدہ اور بڈھے
جادوگر اور کوئی نہیں تھا۔ شہزادی رتلانہ نے طلسمی قاتل پَر لے
کر رکھ لیا اور سیدھی محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ محل کی
شاہ زادی تھی اور اس کے لیے سکندر اعظم کے کمرے
میں جانا کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ ادھر اُدھر پھرتی پھراتی
وہ موقع دیکھ کر سکندر کی خواب گاہ میں داخل ہو گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خواب گاہ بالکل خالی تھی۔ اس نے جلدی سے بستر کے سرہانے کے نیچے قاتل طلسمی پَر کو چھپا دیا اور تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔ وہ دل میں بڑی خوش تھی کہ اس کا تیر ٹھیک نشانے پر جا کر بیٹھ گیا ہے اور اب سکندر کو کوئی نہیں بچا سکے گا اور اس کی موت یقینی ہے مگر جس کو خدا رکھے اسے کون چکھے ابھی تو سکندر کی قسمت میں آدھی دنیا کو فتح کرنا لکھا تھا۔ اسے ابھی کون ہلاک کر سکتا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ کیٹی سکندر کی خواب گاہ کے باہر کانسی کے بڑے گلدان میں پانی ڈال رہی تھی کہ سکندر اعظم کا اُدھر سے گزر ہوا۔ سکندر نے کیٹی کو دیکھ کر کہا:

"کنیز! میری خواب گاہ میں جا کر شمع روشن کر آؤ میں آج جلدی سو جاؤں گا۔"

کیٹی نے سر جھکا کر کہا: "جو حکم حضورِ عالی!"

اور وہ سکندر کی خواب گاہ میں داخل ہو گئی۔ خواب گاہ میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ کیٹی نے سونے کے شمع دان میں رکھی ہوئی شمع کو روشن کر دیا۔ خواب گاہ میں شمع کی سنہری روشنی پھیل گئی۔ کیٹی واپس جانے لگی تو اس نے دیکھا کہ بستر پہ سرہانہ ذرا ٹیڑھا پڑا تھا۔ اس نے سوچا کہ سرہانے کو سیدھا کر دینا چاہیے۔ وہ آگے بڑھی اور سرہانے کو اٹھا کر ہاتھ میں

لیا اور نیچے رکھنے لگی تو دیکھا کہ ایک زرد رنگ کا پَر بچھونے پر پڑا ہے۔ کیٹی نے پَر اٹھا لیا اور سوچا کہ یہ پَر یہاں کیسے آ گیا۔ معلوم ہوتا ہے نوکرانی اچھی طرح سے صفائی نہیں کرتی۔ کیٹی نے پَر اپنی لمبی قمیض کی جیب میں ڈال لیا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

رات کے پہلے پہر تک کیٹی محل میں اِدھر اُدھر کے چھوٹے موٹے کام کرتی رہی اور آدھی رات سے کچھ پہلے اپنے کمرے میں جا کر بستر پر بیٹھ گئی اور غور کرنے لگی کہ اب وہ اس محل میں رہ کر کیا کرے گی۔ اسے وہاں سے عنبر ناگ ماریا کی تلاش میں نکل جانا چاہیے۔ یہی سوچتے سوچتے وہ سو گئی۔

شہزادی رتلانہ نے رات کو جلدی ہی سکندر اعظم کو اپنی خواب گاہ میں جاتے دیکھ لیا تھا۔ وہ بڑی خوش تھی کہ یہ سکندر کی آخری رات ہے اور صبح سارے محل میں شور مچ جائے گا کہ سکندر اعظم سوتے میں مر گیا ہے۔ شہزادی رتلانہ کو رات بھر نیند نہ آئی۔ وہ چاہتی تھی کہ فوراً صبح ہو اور اس کے کانوں میں سکندر اعظم کے انتقال کر جانے کی آواز پڑے۔

دن چڑھا تو شہزادی رتلانہ بے قراری سے اپنی خواب گاہ سے باہر نکلی اور اس نے دیکھا کہ سکندر اعظم باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ شہزادی رتلانہ پر تو جیسے بجلی گر پڑی۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کبھی توقع ہی نہیں کرتی تھی کہ سکندر زندہ بچ جائے گا۔ وہ بھاگی بھاگی اپنی والدہ کے پاس پہنچی اور اسے خبر سنائی کہ سکندر پر جادو نے اثر نہیں کیا۔ فوراً بڈھے جادوگر کو طلب کیا گیا۔ اس نے کہا:

"یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ میرا جادو کیا ہوا طلسمی پَر سکندر کے سرہانے کے نیچے رکھا ہوا ہو اور وہ زندہ بچ جائے۔ ضرور کسی نے سرہانے کے نیچے سے پَر نکال کر پھینک دیا ہو گا۔ تم لوگ معلوم کرو۔"

اسی وقت شہزادی زلانہ نے خفیہ طور پر تحقیقات شروع کر دی۔ اس نے باری باری بڑے طریقے سے ساری ہی کنیزوں سے پوچھا کہ سکندر کے بچھونے کی رات کو کسی نے صفائی تو نہیں کی تھی۔ کیٹی اس وقت محل میں نہیں تھی اس لیے اس سے نہ پوچھ سکی۔ ورنہ وہ بتا دیتی کہ اس نے صفائی کی تھی اور سرہانے کے نیچے سے ایک الو کا پَر نکالا تھا۔ کیٹی محل سے باہر عقبی باغ میں چھوٹی نہر کے کنارے ٹہل رہی تھی۔ الو کا پَر یعنی ماریا کی الو والی گردن کا پَر اتفاق سے ابھی تک اس کی جیب میں تھا۔

اس پَر پر جادو ہو چکا تھا اور کالا علم پڑھ کر پھونکا جا چکا تھا۔ اس لیے یہ اب بڑا خطرناک پَر تھا۔ کیٹی ٹہلتے ٹہلتے

دریا کی طرف نکل گئی۔ اسے الو کی شکل والی جل پری کا خیال آ گیا کہ ایسی انوکھی جل پری دریا میں کیسے آ گئی۔ یہی سوچتے سوچتی وہ دریا کنارے ایک نوکیلی چٹان کے پاس آ کر رک گئی۔ اسے اپنی جیب میں کوئی شے حرکت کرتی محسوس ہو رہی تھی۔

کیٹی نے ہاتھ سے جیب کو کھول کر دیکھا تو دنگ رہ گئی۔

اس کی جیب میں جو طلسمی پَر تھا وہ چھوٹے سے سانپ کی طرح رینگ رہا تھا۔ جیب کا منہ کھلا تو وہ رینگتا ہوا باہر نکل آیا اور زمین پر گر پڑا۔ کیٹی حیرانی سے اسے تکنے لگی۔ طلسمی پَر گھاس پر کیڑے کی طرح رینگ رہا تھا۔ پھر رک گیا اور زمین سے اوپر اٹھ کر کیٹی کے چہرے کی بلندی تک آ کر ہوا میں ٹھہر گیا۔ کیٹی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی کہ یہ کس قسم کا پَر ہے کہ اپنے آپ زمین سے اٹھ کر فضا میں رک گیا ہے۔

طلسمی پَر نے اب دریا کی طرف کا رخ کر لیا اور آہستہ آہستہ دریا کی طرف سرکنے لگا۔ جونہی وہ دریا کے پانی کی سطح کے اوپر پہنچا پانی میں سے ماریا جل پری کی شکل میں باہر نکل آئی۔ کیٹی نے تعجب سے الو کی شکل والی جل پری کو تکنے لگی۔ طلسمی پَر نے جل پری کے سر کے اوپر چکر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگانے شروع کر دیئے۔ جل پری دریا سے نکل کر کنارے پر آ کر لیٹ گئی۔

کیٹی نے دیکھا کہ طلسمی پَر اس کے جسم کے اوپر دائرے کی شکل میں چکر لگاتے جا رہا تھا۔ بارہ چکر پورے ہوئے تو طلسمی پَر گھاس پر گر پڑا اور جل پری غائب ہو گئی۔ کیٹی نے اپنی آنکھیں ملیں اور سوچا کہ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہی؟ یہ جل پری کہاں غائب ہو گئی؟

اس کے ساتھ ہی اسے ماریا کی تیز خوشبو آنا شروع ہوئی۔ اس نے چلّا کر کہا:

"ماریا! ماریا! تم یہاں ہو کیا؟"

طلسمی پَر کے بارہ چکر لگانے کے بعد ماریا جل پری کا روپ چھوڑ کر اپنی اصلی شکل میں آ کر غائب ہو گئی تھی اب وہ پھر سے ماریا بن چکی تھی۔ اس نے کیٹی کو دیکھا اور اس کی آواز سنی تو خوش ہو کر کہا:

"کیٹی! ہاں میں ماریا ہوں۔ اور تمہارے سامنے کھڑی ہوں۔"

کیٹی نے کہا: "یہ کیا طلسم تھا؟ کیا تم جل پری بن گئی تھیں؟"

ماریا بولی: "صرف جل پری ہی نہیں بنی تھی بلکہ اس سے پہلے ایک الّو کے روپ میں تھی جس

کو تم زخمی حالت میں داروکش کی حویلی کے ایک کمرے میں چھوڑ آئی تھیں؟"

"سچ؟" کیٹی نے حیران ہو کر کہا: "کیا وہ الّو تم تھیں؟

"تو اور کیا تم تھیں؟" ماریا نے ہنس کر کہا:

پھر ماریا نے کیٹی کو اپنی ساری کہانی سنائی۔ کیٹی نے بھی اسے سارے واقعات سنائے اور بتایا کہ وہ ناگ سے بچھڑ کر اس یونانی عہد میں نکل آئی تھی اور کوئی پتہ نہیں کہ ناگ اور عنبر کہاں ہیں اور کس دور میں ہیں۔

ماریا نے کہا: "خداوند کا شکر ہے کہ ہم ایک دوسرے سے مل گئیں۔ خدا نے چاہا تو عنبر اور ناگ سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔"

کیٹی کہنے لگی: "ماریا! ہم تاریخ میں پیچھے کی طرف سفر کرتے ہوئے یونان کے عہد میں آ گئے ہیں اور میں سکندرِ اعظم کے شاہی محل میں کنیز ہوں۔ اب ہم آگے کے زمانے میں نہیں جا سکیں گے۔ اس لیے خیال ہے کہ ناگ اور عنبر بھی سفر کرتے ہوئے ہمیں اسی زمانے میں کہیں نہ کہیں آن ملیں گے۔"

ماریا بولی: "ضرور آن ملیں گے۔ مگر ہمیں ان کی تلاش کے کام کو چھوڑنا نہیں ہو گا۔ ان کا سراغ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگانا ہو گا، کیوں کہ کچھ خبر نہیں کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوں اور انہیں ہماری مدد کی ضرورت ہو۔"

کیپٹن نے پوچھا: "تو پھر تمہارے خیال میں ہمیں یہاں سے کس طرف کا رُخ کرنا چاہیے؟"

ماریا کہنے لگی: "مگر سب سے پہلے ہمیں سکندر اعظم کو شہزادی رتلانہ کی خونی سازش سے بچانا ہے، کیوں کہ وہ ایک بار پھر سکندر کو قتل کرنے کی کوشش کرے گی۔"

کیپٹن نے کہا: "تم نے ٹھیک کہا ماریا۔ تو پھر میرے ساتھ شاہی محل میں چلو۔ دیکھتے ہیں شہزادی رتلانہ اب کیا سازش کرتی ہے۔"

کیپٹن اور ماریا دریا کنارے ـــــ چلنے لگیں تو گھاس سے پَر اپنی جگہ سے اچھل کر دریا میں گر گیا۔ جہاں پَر گرا تھا وہاں سے دریا کا پانی اُبلنے لگا۔ زور زور سے اُوپر کو اچھلا اور پھر سکون چھا گیا۔

ماریا نے کہا: "یہ کون جادوگر تھا جس نے میری گردن کا پَر لے کر اس پر کالے علم کا طلسم پھونکا تھا؟"

کیپٹن بولی: "سُنا ہے کہ شہزادی رتلانہ کی والدہ کے مکان میں اس کا ایک خاص بوڑھا جادوگر دہاں آیا تھا۔"

ماریا بولی: "ضرور یہ جادو اسی نے کیا ہو گا۔ اس کو بھی خبر لینی ہو گی اور اسے بھی کسی بے گناہ کو قتل کرانے کی کوشش کی سزا ملنی چاہیے۔ کیا تم شہزادی رتلانہ کی والدہ کا مکان جانتی ہو؟"

"ہاں ماریا ـــ وہ مکان محل کے پاس ایک باغ میں ہے۔"

"مجھے اس مکان میں لے چلو۔" ماریا نے کہا۔

کیپٹن ماریا کو ساتھ لے کر شہزادی رتلانہ کی والدہ کے مکان کے قریب لے گئی اور کہا:

"یہ مکان ہے ماریا۔"

"بہت خوب۔ اب تم شاہی محل میں جاؤ اور یہ معلوم کرو کہ شہزادی رتلانہ سکندر کو قتل کرنے کے سلسلے میں اب کیا سازش کرنے والی ہے اور میں اس مکان میں رہ کر کالے علم والے خونی جادوگر کا سراغ لگاتی ہوں۔"

کیپٹن محل کی طرف چلی گئی اور ماریا رتلانہ کی والدہ کے مکان میں داخل ہو گئی۔

مکان کافی بڑا تھا۔ سامنے ایک باغ تھا جس میں حوض تھا اور اس میں سنگِ مرمر کا فوارہ لگا ہوا تھا۔ دھوپ چمک رہی تھی اور درختوں کی شاخوں سے پھل لٹک رہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ ماریا نے رتلانہ کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے کمرے میں ایک شاندار بستر پر ریشمی تکیے لگا کر لیٹی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک کالے رنگ کا منحوس شکل والا بڈھا بیٹھا ہوا تھا۔ یہ وہی جادوگر تھا جس نے پَر پر طلسم پھونک کر سکندر کو قتل کرانے کی کوشش میں حصہ لیا تھا۔

رتلانہ کی والدہ ماریا کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ماریا کو ایک شبہ سا تھا کہ چونکہ یہ بڈھا شکل صورت سے جادوگر لگتا ہے۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے جادو کے زور سے اسے دیکھ لے۔ مگر بڈھے جادوگر نے ماریا کو نہیں دیکھا تھا۔ ماریا خاموش ہو کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

رتلانہ کی والدہ نے بڈھے جادوگر سے کہا: "تمہارا جادو کیا ہوا پر نہیں چل سکا۔ اب تمہیں کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا ہو گا۔"

جادوگر بولا: "فکر نہ کریں بیگم صاحبہ! میں اس بار ایسا طلسم پھونکوں گا اور ایسا حملہ کروں گا کہ سکندر اعظم بچ نہیں سکے گا۔"

بیگم نے کہا: "وہ جل پری بھی کوٹھڑی سے غائب ہو گئی ہے اور ہم اس بار جل پری کی گردن کا پَر نہیں لانا چاہتے۔ تم کسی دوسری شے پر کالا علم پھونکو۔

بلکہ کوئی ایسا عمل کرو کہ سکندر زندہ نہ بچ سکے۔"

بڈھے جادوگر نے کہا: "اس بار میں ایسا وار کروں گا کہ سکندر بچ نہیں سکے گا۔ میں سیدھا حملہ کروں گا اور میرا حملہ اتنا پُراسرار ہو گا کہ سکندر کی موت کا کسی کو علم نہ ہو سکے گا کہ وہ کیسے مر گیا۔ آج رات شاہی محل میں سکندر اعظم اپنی سالگرہ کا جشن منا رہا ہے۔ آپ لوگ بھی وہاں موجود ہوں گی۔ میں ایک سرخ سیب پر ایک خطرناک عمل پڑھ کر دوں گا۔ آپ اس سیب کو اس تھالی میں رکھ دیں جو سکندر کے سامنے پڑی ہو گی جب سکندر وہ سیب کھائے گا تو اس کا دل فوراً دھڑکنا بند کر دے گا۔"

رتلانہ کی والدہ بڑی خوش ہوئی اور کہنے لگی:

"تم مجھے ابھی سیب پر طلسم پھونک کر لا دو۔ میں اسے سکندر اعظم کے آگے تھالی میں رکھ دوں گی۔ تم فکر نہ کرو۔"

بڈھا جادوگر باہر باغ میں گیا۔ جہاں درختوں پر سرخ سیب لگے ہوئے تھے۔ اس نے ایک سرخ سیب توڑا۔ اندر آ کر اس پر طلسم پڑھ کر پھونکا اور رتلانہ کی والدہ کو دے کر کہا:

"اب اس کو سکندر اعظم کو کھلانا آپ لوگوں کا کام۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ میری طرف سے اطمینان رکھیں کہ اگر سکندر نے
اسے کھا لیا تو اسے موت کے منہ میں جانے سے
کوئی نہ بچا سکے گا۔“

ماریا یہ سب کچھ دیکھ بھی رہی تھی اور سُن بھی رہی تھی۔
اس نے سیب کو غور سے دیکھ لیا اور واپس شاہی محل
میں آ کر کیٹی کو سارا حال بتا دیا۔ رات کو شاہی محل میں
شاندار جشن شروع ہو گیا۔ سارے محل میں چراغاں کیا گیا۔ ہر
طرف روشنیاں ہی روشنیاں تھیں۔ بہت بڑے ہال کمرے کو
رنگ رنگ پھولوں کے گلدستوں سے سجایا گیا تھا۔ پتھر کی میزوں
پر قالین ڈال کر اوپر قسم قسم کے پھل اور کھانا چن دیا گیا تھا۔
مہمان اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کنیزیں اور
غلام کھانے پینے کی چیزیں لا کر رکھ رہی تھیں اور مہمانوں کو
عطر لگا رہی تھیں۔

اتنے میں سکندر اعظم اپنے باپ فیلقوس اور استاد ارسطو کے
ساتھ داخل ہوا۔ سب امیر وزیر اٹھ کھڑے ہوئے اور تالیاں
بجا کر اس کا استقبال کیا۔ ہر ایک نے سکندر کو سالگرہ پر
مبارک دی۔ سکندر اپنی شاندار کرسی پر میز کے سامنے آ کر
بیٹھ گیا۔ اس کی ایک جانب سکندر کا باپ۔ دوسری طرف
ارسطو اس کے ساتھ شہزادی رتلانہ اور ساتھ اس کی والدہ

شی ہوئی تھیں۔ شہزادی رتلانہ نے اس بات کا خاص انتظام
ی تھا کہ سرخ سیبوں کی چاندی کی تھالی سکندرِ اعظم کے
نکل سامنے پڑی ہو۔ اس تھالی میں چھ سیب تھے جن میں وہ
سیب بھی تھا جس پر جادوگر نے خطرناک عمل کیا ہوا تھا۔
کھانا شروع ہو گیا۔ کھانے کے بعد شہزادی رتلانہ کی والدہ نے
سکندر سے کہا:

”میرے بیٹے! یہ سیب میں نے خاص طور پر تمہارے
لیے اپنے باغ سے توڑے ہیں۔ تم انہیں پسند کرو گے۔“

شہزادی رتلانہ کی والدہ نے بڑی مکاری کے ساتھ چاندی
کی تھالی اٹھا کر سکندر کی آگے رکھنی چاہی تو تھالی ایک اتفاق
سے اس کے ہاتھ سے پھسل گئی اور چھ کے چھ سیب اس
کے اندر سے گر پڑے۔ سکندر نے کہا:

”کوئی بات نہیں خالہ جان۔ میں آپ کے باغ
کے سیب پسند کرتا ہوں۔ میں یہی کھاؤں گا۔“

جادو والا سیب پہلے تو شہزادی رتلانہ اور اس کی والدہ
کی نگاہوں میں تھا اور وہ اسے پہچان سکتی تھیں مگر جب
سیب میز پر گرے تو وہ آپس میں مل گئے اور اب جادو کے
عمل والے سیب کو پہچاننا مشکل ہو گیا تھا۔ کیٹی اور ماریا
بھی یہ سارا معاملہ دیکھ رہی تھیں۔ کیٹی صراحی لیے مہمانوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے قریب کھڑی تھی اور ماریا سکندر کے پیچھے تھی کہ اسے جادو والا کھانے سے روک دے مگر اب اُسے بھی علم نہیں تھا کہ وہ سیب کون سا ہے جس پر سکندر کو ہلاک کرنے کے لیے جادو کیا گیا ہے۔ سارے سیب سُرخ تھے اور ایک جیسے سائز کے تھے۔

ماریا سوچ ہی رہی تھی کہ سکندر کو جادو والا طلسمی سیب کھانے سے کس طرح روکا جائے کہ اچانک سکندر نے تھالی اٹھا کر کہا:

"خالہ جان! ہم یہ سب مل کر کھائیں گے"

اور اس نے ایک سیب شہزادی رتلانہ کی والدہ کو، ایک شہزادی رتلانہ کو اور ایک اپنے والد اور ایک اپنے اُستاد کو دے دیا اور ایک سیب خود اٹھا لیا۔ تھالی میں ایک سیب باقی رہ گیا جو سکندر نے ایک کنیز کی طرف اچھال دیا۔ ماریا سکندر کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر سیب گرانے ہی والی تھی سکندر نے سیب کو دانتوں سے کاٹا اور کھانا شروع کر دیا۔ ماریا اور کیٹی پریشان ہو گئیں۔ اب وہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔ تیر کمان سے نکل گیا تھا۔ اب وہ یہی دعا کر سکتی تھیں کہ یا خدا جو سیب سکندر کھا رہا ہے وہ جادو والا سیب نہ ہو۔

دوسری طرف شہزادی رتلانہ اور اس کی مکار والدہ کا رنگ

اڑا ہوا تھا اور وہ سیب کھاتے ڈر رہی تھیں وہ سکندر کی طرف دیکھ رہی تھیں اور خود سیب نہیں کھا رہی تھیں کہ کہیں ان میں سے کوئی طلسمی سیب نہ ہو۔ سکندر نے ان کی طرف دیکھ کر کہا:

"خالہ جان! آپ سیب کیوں نہیں کھا رہیں؟"

"کھا رہی ہوں بیٹا۔ کھا رہی ہوں۔"

اور شہزادی رتلانہ اور اس کی والدہ نے نہ چاہتے ہوئے بھی مجبوراً سیب کو دانتوں سے کاٹا اور آہستہ آہستہ کھانا شروع کر دیا۔ دونوں کا رنگ زرد تھا اور دل خوف کے مارے زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ کہیں وہ طلسمی سیب نہ کھا رہی ہوں۔ ماریا اور کیٹی بھی بے چین نظروں سے ان سب کو دیکھ رہی تھیں جو سیب کھا رہے تھے۔ سکندر نے سارا سیب کھا لیا تھا اور اسے کچھ نہیں ہوا تھا سکندر کے استاد اور اس کے والد نے بھی سیب کھا لیا تھا۔ اب صرف شہزادی رتلانہ اور اس کی ماں ہی سیب کھا رہی تھیں۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ چونکہ چاروں سیب کھا لینے سے نہ تو سکندر مرا ہے، نہ اس کا باپ، نہ اس کا استاد ارسطو اور نہ کنیز کو کچھ ہوا ہے تو یقیناً جادو والا قاتل سیب ان دونوں ماں بیٹی کے پاس ہے۔ دونوں خوفزدہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیں اور آدھا سیب کھا چکی تھیں۔ ان میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ جو سیب انہیں سکندر اعظم نے دیا ہے، اسے پھینک دیں۔

دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے کو دہشت سے تک رہی تھیں، کیوں کہ دونوں کو معلوم تھا کہ ان دونوں سیبوں میں سے ایک موت کا سیب ہے۔ اچانک شہزادی رتلانہ کے ہاتھ سے آدھا سیب اپنے آپ پھسل گیا۔ اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور دھڑام سے نیچے گر پڑی۔ محفل میں ایک شور مچ گیا۔ سکندر جلدی سے اُٹھ کر شہزادی کے پاس آیا۔ اس نے فوراً اپنے شاہی حکیم کو بلایا۔ شاہی حکیم نے شہزادی کی نبض دیکھ کر کہا:

"عالی جاہ! شہزادی کا دل بند ہو چکا ہے۔ وہ مر چکی ہے۔"

یہ سن کر شہزادی کی والدہ بے ہوش ہو گئی۔

ماریا اور کیٹی نے اطمینان کا سانس لیا۔ ماریا نے کیٹی کے پاس آ کر کہا:

"کیٹی! جو کسی دوسرے کے لیے کنواں کھودتا ہے اس کے لیے قدرت نے موت کا گڑھا تیار کر رکھا ہوتا ہے۔ شہزادی رتلانہ نے سکندر کو ہلاک کرنے

کی کوشش کی تھی قدرت نے اسے اس کے بھیانک گناہ کی سزا دے دی۔"

کیٹی بولی: "مگر دوسری مجرمہ ابھی زندہ ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اب سکندر سے اپنی بیٹی کی موت کا بھی بدلہ لے۔"

ماریا نے کہا: "اس کا بندوبست میں کر لوں گی کہ وہ جادوگر سے مل کر اب کوئی ایسی سازش نہ کر سکے۔"

کیٹی بولی: "تم کیا کرو گی؟"

ماریا نے کہا: "یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔"

شہزادی رتلانہ کی موت کو دو دن گزرے تھے کہ اس کی ماں نے خفیہ طور پر بڈھے جادوگر کو اپنے گھر بلایا اور لے [illegible]ا کہ اس کا دل بیٹی کی موت پر خون کے آنسو رو رہا ہے۔

"میں اب کسی صورت میں سکندر کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتی۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ کوئی ایسا عمل کرو کہ سکندر راتوں رات سوتے میں ہی مر جائے۔"

بڈھے جادوگر نے کہا: "بیگم صاحبہ! یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ایسا اتفاقی حادثہ ہو گیا۔ لیکن میں اس بار سکندر کو خود ہلاک کروں گا۔"

ماریا ان کے قریب ہی کھڑی تھی۔ اس نے فوراً کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سکندر کو تمہارا باپ بھی ہلاک نہیں کر سکتا۔"

رتلانہ کی ماں اور بوڑھے جادوگر اپنی اپنی جگہوں پر لرز اٹھے۔ یہ کس عورت کی آواز تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے اردگرد تکنے لگے۔ انہیں وہاں کوئی عورت دکھائی نہ دی۔ رتلانہ کی ماں سہم کر پلنگ پر اٹھ بیٹھی۔

جادوگر نے کہا: "گھبرائیں نہیں بیگم صاحبہ! یہ کوئی بدروح ہے۔ میں ابھی اسے اپنے قابو میں کرتا ہوں۔"

ماریا بولی: "تم کیا تمہارے والد صاحب بھی مجھے قابو میں نہیں کر سکتے۔ تم اپنی خیر مناؤ۔"

رتلانہ کی ماں نے کہا: "تم — تم کون ہو؟ کہاں ہو؟ کیا تم کوئی بدرُوح ہو؟"

ماریا بولی: "میں تم دونوں کی موت کا فرشتہ ہوں۔"

"خدا کے لیے مجھے کچھ نہ کہنا۔" رتلانہ کی ماں گڑگڑائی۔

جادوگر نے فوراً جادو کے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

ماریا نے کہا: "تمہارے منتر میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تم دونوں نے مل کر ایک بے گناہ انسان کو قتل کرنے کی دو بار کوشش کی تمہیں اس جرم کی سزا مل کر رہے گی۔"

رتلانہ کی ماں نے کہا: "مجھے معاف کر دو۔ اب میں

سکندر کے خلاف کبھی کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گی۔ میں قسم کھاتی ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔"

ماریا کے دل میں اس عورت کے لیے رحم آ گیا۔ اس نے کہا:

"میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ مگر تمہیں اس شہر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کسی دوسرے علاقے میں چلے جانا ہو گا اور پھر کبھی اس شہر میں نہیں آنا ہو گا۔"

رتلانہ کی ماں نے روتے ہوئے کہا: "میں قسم کھاتی ہوں دیوتاؤں کی۔ میں یہاں سے ملک ایران اپنی چھوٹی بہن کے پاس چلی جاؤں گی اور پھر کبھی ادھر کا رُخ نہیں کروں گی۔"

جادوگر بولا: "میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔"

ماریا نے کہا: "تم ایک شیطان صفت انسان ہو۔ تم نے جادو ٹونے کو انسان کی تباہی کے لیے استعمال کیا ہے تمہارا زندہ رہنا ایک گناہ ہے۔"

اور ماریا نے جادوگر شیطان کو گردن سے پکڑ کر اس کی رگ کو دبا دیا۔ جادوگر نے ایک بڑا ہی خطرناک آخری منتر پڑھ کر پھونک مار دی۔ اور ماریا نے دیکھا کہ جادوگر دم سے غائب ہو گیا ہے۔ وہ بڑی حیران ہوئی۔ جادوگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"اے بدروح! میں تم سے اپنی توہین کا بدلہ لوں گا۔ میں تمہیں پتھر بنا دوں گا۔"

○

- ○ کیا یونان کا یہ پُراسرار جادوگر ماریا کو پتھر بنانے میں کامیاب ہوا؟
- ○ کیٹی یونان سے نکل کر کہاں گئی؟
- ○ عنبر اور ناگ کی ملاقات عراق کے دلدلی میدانوں میں کہاں اور کن حالات میں ہوئی؟
- ○ اور ماریا کے ساتھ کیا بیتی؟ ناگ کو اپنی طاقت واپس لینے کے لیے ششیش ناگ سے مقابلہ کرنا پڑا۔

یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۹۰ میں پڑھیں گے جس کا عنوان "خوفناک سمندری آنکھ" ہے۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید۔

آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں۔ میرا نام خالد رفیق ہے۔ میری عمر ۱۳ سال ہے۔ میں عنبر ناگ اور ماریا کی کہانی بڑے اشتیاق سے پڑھتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بات میرے سر سے گزر گئی ہے کہ عنبر ناگ ماریا کی کہانیاں اصلی ہیں؟ یا آپ اپنے ذہن سے سوچ کر لکھتے ہیں۔ میری آپ سے یہ التجا ہے کہ آخری قسط نمبر ۱۰۰ کے End میں ناگ کی شادی کیٹی سے۔ ماریا تو ناگ اور عنبر کی منہ بولی بہن ہے اس لیے ماریا کی شادی عنبر کے ساتھ کرا دیں۔ کیونکہ مجھے عنبر اور ناگ پر ترس آرہا ہے۔ یہ بیچارے کئی ہزار سال سے کنوارے۔ بیٹھے ہیں۔

آپ کا

خالد رفیق

۵۹ رفاران سوسائٹی۔ حیدر علی روڈ کراچی۔

کہانیاں بھی اصلی ہیں اور کردار بھی یہ سب کچھ ہماری دنیا میں ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے۔ میں تو بس ان کرداروں کے ذریعے اُن واقعات کو قلمبند کر رہا ہوں۔ جو گزر چکے ہیں۔ یا اب گزر رہے ہیں۔ آپ اگر ان سے کوئی سبق حاصل کریں۔ تو اس سے بڑی بھلائی کیا ہوگی۔

آپکا اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر، ناگ، ماریا کے مشہور مصنف

اے حمید

کے قلم سے

عمران سیریز ایڈونچر

قدم قدم حیرانی ہر موڑ پر نئی کہانی!

① لنڈی کوتل کا بھوت	5/-		
② مفرور قیدی	5/-		
③ ہینڈز اپ	5/-	⑰ میکاؤ کا سپاکو	5/-
④ ہیروں کا چور	5/-	⑱ جاپان کی ڈمپل	5/-
⑤ شاہی تاج کی چوری	5/-	⑲ ٹناٹا، جالانگ اور پادری	5/-
⑥ خونی راز	5/-	⑳ اچھا دوست الوداع	5/-
⑦ آدھی رات کو فرار	5/-	㉑ ثابت، ڈیوڈ اور عمران	5/-
⑧ خفیہ ڈائری کی تلاش	5/-	㉒ ایٹمی جل پری	5/-
⑨ جب ہمیں عمر قید ہوئی	5/-	㉓ مائی وڈی اور موٹا ڈیڈی	5/-
⑩ بند کمرے کا راز	5/-	㉔ دوربین میں قتل	5/-
⑪ پیرس کے جاسوس	5/-	㉕ بلیک وارنٹ (سلور جوبلی نمبر)	12/-
⑫ ایلا، سکالا اور حبشی دادا	5/-	㉖ پستول پھینک دو	5/-
⑬ کے جی بی کے جاسوس	5/-	㉗ ٹارچر عمران	5/-
⑭ موت کی چٹانیں	5/-	㉘ خاموش ریوالور کی گولی	5/-
⑮ بارود کی موت	5/-	㉙ پھر دال میں کالا کالا	5/-
⑯ سنڈریلا اور مسٹر ڈی کارلو	5/-	㉚ ایٹم بم کی تلاش	5/-

نیا مکتبہ اقرأ ۔ ۱۴ ۔ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر، ناگ، ماریا کے مشہور مصنف
اے حمید
کے قلم سے

①	لنڈی کوتل کا بھوت	5/-
②	مفرور قیدی	5/-
③	ہینڈز اَپ	5/-
④	ہیروں کا چور	5/-
⑤	شاہی تاج کی چوری	5/-
⑥	خونی راز	5/-
⑦	آدھی رات کو فرار	5/-
⑧	خفیہ ڈائری کی تلاش	5/-
⑨	جب ہمیں عمر قید ہوئی	5/-
⑩	بند کمرے کا راز	5/-
⑪	پیرس کے جاسوس	5/-
⑫	ایلا، سکالا اور جلیشی دادا	5/-
⑬	کے جی بی کے جاسوس	5/-
⑭	موت کی چٹانیں	5/-
⑮	بارود کی موت	5/-
⑯	سنڈریلا اور مسٹر ڈی کارلو	5/-
⑰	میکاؤ کا سپاکو	5/-
⑱	جاپان کی ڈمپل	5/-
⑲	سُناتا، جالانگ اور پادری	5/-
⑳	اچھا دوست الوداع	5/-
㉑	تابت، ڈیوڈ اور عمران	5/-
㉒	ایٹمی جل پری	5/-
㉓	مائی وڈی اور موٹا ڈیڈی	5/-
㉔	دُوربین میں قتل	5/-
㉕	بلیک وارنٹ (سلور جوبلی نمبر)	5/-
㉖	پستول پھینک دو	5/-
㉗	ٹارچر عمران	5/-
㉘	خاموش ریوالور کی گولی	5/-
㉙	پھر دال میں کالا کالا	5/-
㉚	ایٹم بم کی تلاش	

ملنے کا پتہ: مکتبہ اقراء - ۱۲ بی، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور